هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

فاروق

قادیان

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

شرح چندہ پیشگی

سالانہ [illegible] ۔ ششماہی [illegible] ۔ [illegible]

بنام حضرت [illegible]
[illegible]
قادیان

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۵۷ھ مطابق ۲۱ جنوری ۱۹۳۹ء | نمبر ۳

دارالامان کی خبریں

(۱) سیدنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی طبیعت ہفتہ زیر اشاعت میں کھانسی سے ناساز رہی۔ ۲۰ جنوری بروز جمعہ قدرے کھانسی میں تخفیف ہوئی تو حضور نے خطبہ جمعہ فرمایا جس کے بعد گلا بیٹھ گیا۔ احباب حضور کی صحت کامل کے لئے دعا فرماویں۔

(۲) حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کی طبیعت آج بفضلہ تعالےٰ روبصحت ہے۔ تاہم دعا صحت برابر کرتے رہیں۔

(۳) **ولادت**۔ چودھری اللہ بخش صاحب مالک اللہ بخش سٹیم پریس کے گھر میں آج ۲۱ جنوری بروز ہفتہ بوقت نماز فجر اللہ تعالےٰ نے آٹھواں فرزند عطا فرمایا ہے۔ خدا تعالےٰ مولود کو مسعود اور والدین کے لئے قرۃ العین اور سلسلہ کا سچا خادم اور اسلام کا علمبردار اور لمبی عمر والا بنائے آمین۔ ہم اس ولادت پر چودھری صاحب کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

(۴) **دوبارہ یاددہانی**۔ جن خریداران کا چندہ یا اطلاع متعلق چندہ ۳۱ جنوری تک نہیں آئے گی۔ ان کے نام فروری ۳۹ء کے پہلے ہفتہ میں وی۔ پی ارسال ہوں گے۔ وہ وصول کرلیں۔

خمسہ بر غزل حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی میرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ تعالیٰ

(از ذوالفقار علی خاں گوہر)

مئے عرفاں قرآنی کا اک مستانہ آتا ہے
بدل میخانہ آتا ہے بکف پیمانہ آیا ہے
خدا کا ہے یگانہ گو نظر بیگانہ آتا ہے
ذرا دل تھام لو اپنا کہ اک دیوانہ آتا ہے
شرارِ حسن کا جلتا ہوا پروانہ آتا ہے

محبت میں ہزاروں بارِ غم سر پر اٹھاتا ہے
کلیجہ پر ہزاروں برچھیاں طعنوں کی کھاتا ہے
رضائے یار کی خاطر وجود اپنا مٹاتا ہے
کمالِ جرأتِ انسانیت عاشق دکھاتا ہے
کہ میدانِ بلا میں بس وہی مردانہ آتا ہے

میری تکمیل الفت اب نئی دنیا دکھاتی ہے
کہ چشم مست ساقی جام بھر بھر کر پلاتی ہے
ادائے یار جھک جھک کر مرے ناز اب اٹھاتی ہے
نگاہِ لطف میری جستجو میں بڑھتی آتی ہے
ہوں وہ میخوار میرے پاس خود میخانہ آتا ہے

مجھے کیا اس سے دنیا میرے گرد و پیش رہتی ہے
میری راحت رسانی کے لئے ہر دکھ کو سہتی ہے
مجھے کیا علم و حکمت کی ندی گر مجھ سے بہتی ہے
مجھے کیا اس سے گر دنیا مجھے فرزانہ کہتی ہے
تمنا ہے کہ تم کہدو مرا دیوانہ آتا ہے

نشاطِ زندگی گیا ساتھ جس کے ہو فنا کا غم
خوشی کس کام کی انجام میں جس کے ہو اک ماتم
یہی قانون قدرت ہے کہ ہوں خلق و فنا باہم
بھڑک اٹھتی ہے پھر شمعِ جہاں کی روشنی یکدم
عدم سے سوئے ہستی جب کوئی پروانہ آتا ہے

ترا ہی درد پنہاں ہے مری فریاد میں پیارے
ترا ہی سوزِ غم ہے اس دلِ ناشاد میں پیارے
تو ہی ہے کارفرما ہستیٔ برباد میں پیارے
مری تو زندگی کٹتی ہے تیری یاد میں پیارے
کبھی تیری زباں پر بھی مرا افسانہ آتا ہے

مٹائے اپنی ہستی اسکی فطرت کا تقاضا ہے
ندائے زوئے روشن ہو یہی اسکی تمنا ہے
اسی کا عشق پکا ہے اسی کا عشق سچا ہے
ہزاروں حسرتیں جل کر فنا ہونے کی رکھتا ہے
ہٹا بھی دیں ذرا فانوس اک پروانہ آتا ہے

تحریک جدید کے جہاد کبیر میں شامل ہو جاؤ! تا اللہ تعالےٰ کی رحمتوں اور فضلوں کے وارث بن جاؤ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

(۱) "ہمارا بھی فرض ہے۔ کہ ان پانچ ہزار سپاہیوں کی کوئی مستقل یادگار قائم کریں۔ کیونکہ سب لوگ جو اس جہاد کبیر میں آخر تک ثابت قدم رہیں گے۔ ان کا حق ہے۔ کہ اگلی نسلوں میں ان کا نام عزت سے لیا جائے۔ اور ان کا حق ہے۔ کہ ان کے لئے دعاؤں کا سلسلہ جاری رہے"۔

(۲) "بے شک اس سال چندوں کی بھرمار ہے۔ مگر جو کام ہمارے سامنے ہے۔ وہ بھی بہت بڑا ہے۔ اور وہ اشاعت اسلام کے لئے مستقل جائیداد کا پیدا کرنا ہے۔ جو لوگ اس راستہ میں مشکلات کی پروا نہیں کریں گے۔ اور مصیبتوں پر ثابت قدم رہیں گے۔ وہی لوگ ہیں۔ جو اپنے عمل سے اس بات کو ثابت کر دیں گے۔ کہ وہ آئندہ نسلوں میں عزت کے ساتھ یاد کئے جانے کے مستحق ہیں"۔

(۳) "مجبوریاں سب کے لئے ہوتی ہیں۔ اگر ایک شخص پیچھے ہٹے۔ اور دوسرا انہی حالات میں سے گزرتے ہوئے ثابت کر دے۔ کہ اس نے قدم پیچھے نہیں ہٹایا۔ تو یہ اس بات کا ثبوت ہوگا۔ کہ وہ لوگ جنہوں نے یہ کہا تھا۔ کہ ہم مجبور ہیں۔ انہوں نے غلط کہا تھا۔ کیونکہ انہی حالات میں دوسروں نے قربانی کی۔ اور وہ کامیاب ہوئے"۔

(۴) "وہ لوگ جو بعض مالی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے آپ کو اس "جہاد کبیر" میں شامل ہونے سے پیچھے کر رہے ہیں۔ وقت گزر جانے کے بعد ان کو سوائے حسرت اور افسوس کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ پس ان کو یہ یاد رہنا چاہیئے۔ کہ یہ سب بہانے اور نفس کا دھوکا ہے۔ اس دھوکے سے بچنا چاہیئے۔ اور اس جہاد کبیر میں بڑھ کر حصہ لینا چاہیئے۔" ایک مخلص دوست صوبہ سرحد سے لکھتے ہیں۔ کہ

میں نے پہلے سال کا چندہ ۲۸۵/- روپیہ اسی وقت ادا کر دیا تھا۔ کیونکہ میرے پاس اس وقت روپیہ تھا۔ مگر بعد میں معلوم ہوا۔ کہ یہ صرف ایک سال کا چندہ ہے۔ دوسرے سال کے وقت میں قریبًا اڑھائی ہزار کا مقروض ہوگیا۔ مگر باوجود اس کے میں نے ایک خواب کی بنا پر ۱۲۵/- کا وعدہ کیا۔ جو خدا نے اپنے فضل سے پورا کر دیا۔ تیسرے سال میں نے بر توکل ۲۰۰/- روپے کا وعدہ کیا۔ وہ بھی خدا تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے پورا کیا۔ چوتھے سال میں نے بہت تھوڑا دیا۔ جس کے متعلق میں نے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے حضور اپنی کمزوری کا اظہار کیا۔ تو حضور نے مجھے لکھا۔ کہ "مجھے آپ کا معاملہ خوب یاد ہے۔ آپ جتنا ادا کر سکتے ہیں۔ وہ ادا کر دیں"۔ چوتھے سال کے لئے میں نے ۵۰/- ادا کیا۔ اب پانچویں سال میں میری حالت کمزور ہے۔ قرض بھی ابھی ایک تہائی باقی ہے۔ مگر باوجود اس کے میں نے "سال پنجم" کے لئے ۵۱/- کا وعدہ اللہ تعالےٰ کے فضلوں پر بھروسہ کرتے ہوئے کر دیا ہے۔ میں نے یہ اسلئے لکھا۔ کہ اسلام اور احمدیت کو جن قربانیوں کی آج ضرورت ہے۔ افسوس کہ میں اس کے مطابق قربانی نہیں کر سکا۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ میری اس حقیر اور ناچیز قربانی کو جسے قربانی کہتے ہوئے مجھے شرم و ندامت آتی ہے۔ قبول فرمائے۔ اور مجھے اس قابل بنائے۔ کہ میں اپنے مقدس امام کے اشارہ پر حضور کے منشاء مبارک کے ماتحت قربانی کر سکوں۔

کوئی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فوج کے پانچہزار سپاہیوں کی شمولیت سے گریز کرے

بیکار۔ نادار۔ عدم علم والے اگر برسرکار ہو گئے ہوں۔ تو اب تحریک جدید کے گذشتہ سالوں میں شامل ہو سکتے ہیں

سیدنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز یہ اعلان فرما چکے ہیں کہ جن احباب نے تحریک جدید کی مالی قربانیوں میں تحریک جدید کا علم نہ ہونے کے باعث حصہ نہیں لیا۔ یا کسی کو تحریک جدید کی شمولیت کے متعلق سمجھ نہیں آئی۔ یا وہ جو پہلے کلی طور پر نادار تھے۔ مثلاً ایک طالب علم تھا۔ مگر بعد میں ملازم ہوگیا۔ یا پہلے سالوں میں بے کار رہا۔ مگر اب اسے ملازمت مل گئی۔ یا کوئی اور کاروبار کر رہا ہے۔ یا وہ دوست جس نے پہلے تحریک میں حصہ لیا تھا۔ مگر بعد میں بوجہ ناداری حصہ لینے سے محروم رہا۔ ایسے تمام احباب کو اجازت ہے۔ کہ وہ گذشتہ سالوں کا چندہ بھی دے سکتے ہیں۔ کیونکہ ان احباب نے مجبوری سے حصہ نہ لیا تھا۔ جان بوجھ کر حصہ لینے سے انکار نہیں کیا تھا۔ ہاں وہ لوگ جنہیں گذشتہ سالوں میں شریک ہونے کی توفیق تھی۔ اور برسرکار تھے۔ مگر جان بوجھ کر حصہ نہیں لیا۔ انہیں اجازت نہیں۔ مگر ایسے احباب کے لئے یہ اجازت ہے۔ کہ نئے سال (سال پنجم) میں شریک ہو سکتے ہیں۔ پس احباب کو چاہیئے۔ کہ تحریک جدید کی قربانیوں میں شامل ہو جائیں۔ یہ بھی یاد رہنا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے پورا کرنے والے وہی احباب ہو سکتے ہیں۔ جو اصول اور قانون کے مطابق متواتر دس سال تک اس جہادِ کبیر میں حصہ لیتے چلے جاویں گے۔ اور بہت سے دوست ہیں۔ جنہوں نے عدم علم۔ کسی غلط فہمی یا ناداری یا بے کاری کے سبب اس وقت حصہ نہیں لیا۔ مگر اب شامل ہو رہے ہیں۔ چنانچہ چودھری غلام جیلانی خاں صاحب بنگہ سے حضور کی خدمت میں لکھتے ہیں۔

پہلے تین سالوں میں خاکسار حصہ نہیں لے سکا۔ کیونکہ خاکسار نے یہ سمجھا۔ کہ تحریک جدید میں سَو روپیہ سے کم نہیں لیا جاتا۔ میں نہیں سمجھتا۔ کہ میرا یہ خیال کس بنا پر ہے۔ کیونکہ بہت سی تقاریر تھیں۔ جو اس وقت میرے سامنے تھیں۔ مگر میرا یہی خیال تھا۔ کہ سو روپیہ سے کم اس تحریک میں نہیں دیا جا سکتا۔ البتہ تحریک جدید کے امانت فنڈ میں متواتر خاکسار حصہ لیتا رہا۔ اب نہایت ادب سے عرض ہے۔ کہ خاکسار کا پہلے تین سال کا چندہ یعنی سال اول -/25 سال دوم -/30 - سوم -/35 کل -/90 منظور فرمائے جاویں۔ میں اپنی غلط فہمی کا اعتراف کرتا ہوں۔ گو مجھے سمجھنے میں غلطی لگی۔ مگر تاہم میرا ہی قصور ہے۔ لہذا حضور اجازت فرماویں۔ اور یہ رقم امانت فنڈ تحریک جدید سے منتقل کر لی جاوے۔ اسکی حضور منظوری فرما دیں۔

حضور نے گذشتہ تین سال میں شامل ہونے کی منظوری فرما دی۔ اور رقم تحریک جدید کی امانت سے منتقل کرنے کی بھی اجازت فرما دی ہے۔

پس ایسے احباب اگر چاہیں۔ تو گذشتہ سالوں کا چندہ تحریک جدید بھی ادا کر کے تحریک جدید کی قربانیوں میں شامل ہو سکتے ہیں۔ اور دوستوں کو اس موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ جو دوست گذشتہ سالوں میں ناداری۔ بے کاری۔ عدم علم یا کسی غلط فہمی کے سبب حصہ نہیں لے سکے۔ وہ گذشتہ سالوں کا حصہ ادا کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پانچہزار سپاہیوں کی فہرست میں شامل ہو جائیں۔ اللہ تعالےٰ توفیق عطا فرمائے۔ والسلام۔ (خاکسار برکت علی خاں فنانشل سکرٹری تحریک جدید)

شمالی ہندوستان کا مشہور ہفتہ وار اخبار

دَورِ جدید" لاہور جو گذشتہ دس سال سے نہایت پابندی کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔ اور اپنی ذمہ دارانہ روش پُر متانت طرز تحریر اور بلندی اخلاق کے لئے ملک کے تعلیم یافتہ طبقے میں خاص وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

معاصرین کرام کی آراء۔ لاہور کے ہفتہ وار اخباروں میں "دور جدید ممتاز حیثیت رکھتا ہو مجموعی حیثیت سے دلچسپ اور مفید ہے۔ (معارف) اس میں ایک ہفتہ وار اخبار کی تمام خصوصیات موجود ہیں۔ ایڈیٹر صاحب پرچے کو دلچسپ بنانے کی کوشش کرتے ہیں (جامعہ) ترتیب شگفتہ مقالات پُر فکر پیرائے میں۔ صحت و دیانت مضامین عمدہ معلومات کا اچھا ذخیرہ ہوتے ہیں (النجم) اسکی خبروں کا انتخاب پنجاب کے ہفتہ وار اخباروں میں سب سے بہتر ہوتا ہے (ہمدرد) نہایت قابلیت سے ایڈیٹ کیا جاتا ہے۔ پڑھنے والوں کو مختلف اخباروں سے بے نیاز کرتا ہے (مصباح) لاہور سے آجکل جسقدر اخبارات شائع ہوتے ہیں۔ روزانہ چھوڑ کر ہفتہ وار اخباروں میں "دور جدید" خاص امتیازی شان رکھتا ہے (ندیم) "دور جدید" اردو کا بہترین اخبار ہے (دلچسپ) نوٹوں میں معقولیت اور کسی پر اعتراض کرتے وقت نہایت شرافت کو مدنظر رکھتا ہے (پیغام صلح) بڑی محنت اور کاوش سے ترتیب دیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۵۷ھ مطابق ۲۱ جنوری ۱۹۳۹ء | نمبر ۳

خطبہ جمعہ مورخہ ۳۰ دسمبر ۳۹ء

فرمودہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

(دس فروری ۳۹ء کے بعد تحریک جدید سال پنجم کا کوئی وعدہ ہندوستان کا قبول نہ کیا جائیگا)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

(۱)

پہلے تو میں تحریک جدید سال پنجم کی میعاد کے متعلق آج یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اس سال کا چندہ لکھوانے کی آخری تاریخ ۱۰ر فروری ہے۔ (میں نے خطبہ میں ۳۱ر جنوری کہا تھا۔ مگر چونکہ خطبہ دیر سے شائع ہو رہا ہے۔ دس فروری آخری میعاد کر دی ہے) اس وقت تک میں یہ اعلان نہیں کر سکا تھا۔ کیونکہ پہلے خطبہ میں تو یہ بات مجھ سے نظر انداز ہو گئی۔ اور بعد میں مَیں نے سمجھا۔ کہ اب تو دوست جلسہ سالانہ پر آنے ہی والے ہیں اب اگر اس چندہ کی میعاد کے متعلق اعلان کیا گیا۔ تو اس کا چنداں فائدہ نہ ہو گا۔ سو آج میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ

تحریک جدید کے پانچویں سال کا چندہ لکھوانے کی آخری تاریخ ہندوستان میں رہنے والوں کے لئے بنگال اور مدراس کے اصل باشندوں کو مستثنیٰ کرتے ہوئے کہ وہاں کی زبان مختلف ہے۔ اور ہم ہمیشہ وہاں کے رہنے والوں کو زیادہ عرصہ دیا کرتے ہیں۔ دس فروری ہے۔ پس دوستوں کی طرف سے وہی وعدے قبول کئے جائیں گے۔ جو یا تو اس عرصہ میں دفتر میں پہنچ جائیں گے۔ یا جن پر ڈاکخانہ کی مہر ۱۱ر فروری کی ہو گی۔ کیونکہ دس فروری جو آخری تاریخ ہے۔ اس کی شام کو اگر کوئی شخص وعدہ لکھانا چاہے۔ تو اسی روز اس کا خط ڈاکخانہ سے روانہ نہیں ہو سکتا۔ اس کا خط بہر حال گیارہ فروری کو روانہ ہو سکے گا۔ پس یکم فروری کی مہر جس خط پر ہو گی۔ اس کے وعدہ کو بھی قبول کر لیا جائے گا۔ ہاں ہندوستان کے صوبوں میں سے بنگال اور مدراس کی جماعتوں کے وعدے اور اس کے علاوہ ان تمام جماعتوں کے وعدے جو ایشیا اور افریقہ میں ہیں۔

۳۰ر اپریل تک

قبول کئے جا سکتے ہیں۔ جیسے ایسٹ افریقہ ہے عراق ہے۔ یوگنڈا ہے۔ ٹانگانیکا ہے۔ اسی طرح دوسری طرف سماٹرا اور جاوا وغیرہ ہیں۔ مغربی ممالک کے لئے جو زیادہ فاصلہ پر ہیں۔ آخری میعاد ۳۰ر جون ہو گی۔ جیسا کہ گذشتہ سالوں سے ہوتا چلا آیا ہے۔ یہ رعایت اس لئے ہے۔ کہ وہاں خطوں کے پہنچنے میں کئی ہفتے لگ جاتے ہیں۔ پھر ان کی زبان اور ہے۔ اور ان تک بات پہنچانے میں وہاں کے کارکنوں کو تحریک کا ترجمہ کرنا پڑتا ہے۔ اسی سلسلہ میں بعض اور باتیں بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ جو ملاقات کے ایام میں چندہ تحریک جدید کے متعلق میرے سامنے آئیں۔ اور جلسہ سالانہ کے ایام میں لوگ ان کے متعلق مجھ سے پوچھتے رہے ہیں۔ یہ سوالات میرے اس اعلان کے متعلق ہیں۔ جو میں نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر کیا تھا۔ کہ

چندۂ تحریک جدید

میں آخر تک حصہ لینے والوں کی جو لسٹ بنائی جائے گی۔ وہ دو حصوں میں منقسم ہو گی۔ ایک تو ان لوگوں کی فہرست ہو گی۔ جنہوں نے اس تحریک میں قانون کے مطابق کمی کر کے **باقاعدہ دس سال تک چندہ** دیا ہو گا۔ یا یکساں دیتے چلے گئے ہوں گے۔ اپنے چندہ میں کمی کرنے والوں کی وجہ تو میری سمجھ میں آجاتی ہے۔ مگر

ہر سال یکساں چندہ

دینے والوں کی وجہ میری سمجھ میں نہیں آتی۔ مثلاً یہ تو سمجھ میں آسکتا ہے۔ کہ ایک شخص جسے پانچ روپے چندہ دینے کی توفیق نہ تھی۔ اس نے دوسرے دور کے دوسرے سال میں ساڑھے چار کر دیئے۔ اور اس سے اگلے سال قانون کے مطابق اس کے ذمہ چار روپے رہ گئے۔ پھر اس سے اگلے سال ساڑھے تین رہ گئے۔ اور پھر تین تین روپے وہ تین سال متواتر دیتا رہا۔ یا دوسرے دور کے پہلے سال اس نے دس روپے دیئے۔ تو اگلے سال نَو رہ گئے۔ پھر نَو کے آٹھ رہ گئے۔ پھر آٹھ کے سات رہ گئے۔ سات کے چھ رہ گئے۔ اور چھ چھ روپے وہ باقاعدہ تین سال تک دیتا رہا۔ لیکن میں یہ نہیں سمجھ سکتا۔ کہ وہ شخص جو سابقون الاولون میں **نہایت معمولی زیادتی کے ساتھ** شامل ہو سکتا ہے۔ وہ چندہ ہر سال برابر کیوں دیتا رہا۔ مثلاً وہ شخص جس نے پہلے سال پانچ روپے چندہ میں دیئے۔ اور پھر ہر سال وہ پانچ روپے ہی دیتا رہا۔ اس نے یقیناً اس بات کو نہیں سمجھا۔ کہ وہ بہت ہی معمولی قربانی کے ساتھ سابقون الاولون میں شامل ہو سکتا تھا۔ مگر اس نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ مثلاً وہ شخص جس نے پہلے سال پانچ روپے دیئے۔ جبکہ وہ دوسرے سال پانچ روپے ایک آنہ دے کر تیسرے سال پانچ روپے دو آنہ دیکر چوتھے سال پانچ روپے تین آنے دے کر پانچویں سال پانچ روپے چار آنے دے کر چھٹے سال پانچ روپے پانچ آنے دے کر اور ساتویں سال پانچ روپے چھ آنے دے کر

سابقون اور ہر سال قدم آگے بڑھانے والوں میں شامل

ہو سکتا تھا۔ تو میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ کیوں وہ چند آنوں کی زیادتی میں بخل سے کام لے کر سابقون کے درجہ میں شامل نہ ہوا۔ اور ہر سال پانچ روپے ہی دیتا چلا گیا۔ جب ہر سال کے چندہ میں محض ایک آنہ کی زیادتی اسے سابقون الاولون میں شامل کر سکتی ہے۔ تو یقیناً اگر کوئی شخص یہ زیادتی نہیں کرے گا۔ تو اس کے متعلق یہی سمجھا جائے گا۔ کہ یا تو اس نے ناواقفیت اور عدم علم کی وجہ سے ایسا نہیں کیا۔ اور یا پھر اس کے دل میں سابق ہونے کی ایسی قدر نہیں ہے۔ تو قاعدہ کے مطابق جن دوستوں نے اپنے چندہ میں کمی کی ہے۔ ان کی اس کمی کی حکمت تو میری سمجھ میں آسکتی ہے۔ اور میں مان سکتا ہوں۔ کہ مالی مشکلات کی وجہ سے وہ کمی کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ مگر وہ لوگ جو ہر سال برابر چندہ دیتے رہے ہیں۔ ان کے اس یکساں چندہ دینے کی حکمت میری سمجھ میں نہیں آتی۔ کیونکہ وہ بلاوجہ **ایک عظیم الشان ثواب کے حصول سے محروم** رہتے ہیں۔ بے شک ایک شخص کہہ سکتا ہے۔ کہ پچھلے سال میں نے پانچ روپے چندہ میں دیئے تھے۔ اس سال چھ روپے چندہ دینے کی مجھے توفیق نہیں۔ مگر ہم کب کہتے ہیں۔ کہ زیادتی ضرور ایک روپیہ ہی کی ہونی چاہیئے۔ ہم نے زیادتی کے متعلق کوئی تعیین نہیں کی۔ اور جب زیادتی کے متعلق ہماری طرف سے کوئی تعیین نہیں۔ تو یہ زیادتی پانچ روپے ایک آنہ دے کر بھی ہو سکتی ہے۔ بلکہ پانچ روپے ایک پیسہ دے کر بھی ہو سکتی ہے۔ اور اگر صرف ایک پیسہ کی زیادتی کی وجہ سے کوئی شخص سابقون الاولون میں شامل ہو سکتا ہو۔ تو کیا یہ نادانی نہیں ہو گی۔ کہ دس روپے چندہ دینے والا ہمیشہ دس روپے ہی دیتا رہے۔ یا سو روپیہ چندہ دینے والا ہمیشہ سو روپیہ ہی دیتا رہے۔ اور نہایت معمولی سی زیادتی کر کے وہ سابقون الاولون میں شامل نہ ہو جائے۔ **ہماری جماعت کے ایک دوست** ہیں۔ جو نہایت ہی مخلص اور سادہ طبیعت کے ہیں۔ کئی موقعوں پر میں نے ان میں سلسلہ سے اخلاص اور محبت کا تجربہ کیا ہے۔ انہوں نے گذشتہ سال ۱۱۵ روپے چندہ میں دیئے اس سال پھر انہوں نے ۱۱۵ روپے کا وعدہ کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس پر میں نے انہیں لکھا۔ کہ آپ بڑی آسانی سے اس سال ۱۱۶ روپے دے کر سابقون الاولون میں شامل ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ گو میں نے انہیں ایک روپیہ کی زیادتی کے لئے ہی مشورہ دیا تھا۔ مگر انہوں نے جوشِ اخلاص میں اپنے وعدہ کو اور زیادہ بڑھا دیا۔ تو بعض لوگ اصل حقیقت کو سمجھے نہیں۔ وہ سمجھتے ہیں۔ شاید اگر ہم نے ایک سال پانچ روپے چندہ میں دیئے ہیں۔ تو دوسرے سال جب تک دس روپے نہیں دیں گے۔ زیادتی نہیں سمجھی جائے گی۔ حالانکہ ہمیں تو

ایمان کی زیادتی کا ثبوت چاہیئے

خواہ وہ ایک پیسہ سے ہو۔ خواہ ایک آنہ سے ہو۔ خواہ دو آنہ سے ہو۔ خواہ تین آنہ سے ہو۔ خواہ چار آنہ سے ہو۔ اور خواہ وہ دس بیس یا سو دو سو روپیہ کے ذریعہ سے ہو۔ تو کمی کرنے والوں کی حکمت میری سمجھ میں آجاتی ہے۔ کیونکہ وہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہم اتنا بوجھ نہیں اٹھا سکتے۔ اور ہماری مالی حالت اس بات کی اجازت نہیں دیتی۔ کہ ہم زیادتی کریں۔ مگر جو ہر سال یکساں چندہ دیتے ہیں۔ ان کے اس فعل کی حکمت میری سمجھ سے بالا ہے۔ جبکہ وہ نہایت ہی معمولی زیادتی کر کے سابقون الاولون میں شامل ہو سکتے ہیں۔ مثلاً وہ شخص جس نے سات سالہ دور میں سے پہلے سال پانچ روپے چندہ دیا ہے۔ وہ اگر ہر سال قاعدہ کے مطابق دس فی صدی کمی کرتا۔ اور آخری تین سالوں میں چالیس فی صدی کمی پر ٹھہر کر دو سال مسلسل چندہ دیتا ہے۔ تو وہ نو روپے بچاتا ہے۔ دس روپے دینے والا سات سال میں اس کمی کے نتیجہ میں اٹھارہ روپے بچاتا ہے۔ بیس روپے دینے والا چھتیس روپے بچاتا ہے۔ اور اگر کوئی سو روپیہ دینے والا تھا۔ تو وہ سات سال میں ایک سو اسّی روپے بچاتا ہے۔

پس اس کے فعل کی حکمت تو میری سمجھ میں آسکتی ہے۔ مگر یہ جو برابر چندہ دیتے چلے جاتے ہیں۔ اور ہر سال مثلاً پانچ روپے یا دس روپے ہی چندہ دے دیتے ہیں۔ ان کا یہ طریق میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کیونکہ وہ محض پیسے کی زیادتی سے بھی یا ایک آنہ یا چار آنہ یا ایک روپیہ کی زیادتی سے بھی سابقون میں شامل ہو سکتے تھے۔ اگر وہ ہر سال

ایک پیسہ کی ہی زیادتی

کریں۔ تو سات سال میں سوا پانچ آنے کی زیادتی بنتی ہے۔ اب میرے لئے یہ تسلیم کرنا بالکل ناممکن ہے۔ کہ وہ شخص جو سات سال میں ۳۵ روپے چندے دے دیتا ہے۔ وہ سوا پانچ آنے زائد چندہ نہیں دے سکتا تھا۔ یقیناً سات سال میں ۳۵ روپے چندہ دینے والوں میں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں ملے گا۔ جو سات سال میں سوا پانچ آنے زائد نہ دے سکتا ہو۔ مگر افسوس ہے۔ کہ معمولی سی غفلت کی وجہ سے لوگ سابقون الاولون کے ثواب سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص ایک پیسے کی بجائے ایک آنہ کی زیادتی کرے۔ تو وہ یوں کر سکتا ہے۔ کہ اگر اس نے پہلے سال پانچ روپے دیئے ہیں۔ تو دوسرے سال پانچ روپے ایک آنہ دے دے۔ تیسرے سال پانچ روپے دو آنے۔ چوتھے سال پانچ روپے تین آنے پانچویں سال پانچ روپے چار آنے۔ چھٹے سال پانچ روپے پانچ آنے۔ اور ساتویں سال پانچ روپے چھ آنے۔ اس طرح سات سالوں میں ایک روپیہ پانچ آنہ کی زیادتی ہوتی ہے۔ اور یہ زیادتی کوئی ایسی نہیں۔ جو ناقابل برداشت ہو۔ بلکہ جو شخص سات سال میں ستّر روپے چندہ دے سکتا ہے۔ وہ آسانی سے ایک روپیہ نو آنہ سات سال میں اور بھی ادا کر سکتا ہے۔

پس میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ جو دوست یکساں چندہ دے رہے ہوں۔ وہ

ذرا سی زیادتی کر کے سابقون الاولون میں

شامل ہو سکتے ہیں۔ اگر انہوں نے پچھلے سال پانچ روپے دیئے تھے۔ تو اس سال وہ اپنے چندہ کو پانچ روپے ایک آنہ بنا سکتے ہیں۔ یا اگر اتنی زیادتی بھی وہ نہیں کر سکتے۔ تو پانچ روپے ایک پیسہ کر دیں۔ کیونکہ سابقون کے لئے محض زیادتی کی شرط ہے۔ مقدار کی تعیین نہیں۔ بعض لوگ الفاظ غور سے نہیں سنتے۔ اور اس وجہ سے دھوکا کھا جاتے ہیں۔ جیسے امانت فنڈ میں حصہ لینے والے اب شور مچا رہے ہیں۔ کہ ہمیں ہمارا روپیہ ہی واپس کیا جائے۔ حالانکہ اگر وہ غور سے میرے خطبات کو پڑھتے۔ تو متواتر کئی خطبات میں میں نے یہ بتا دیا تھا۔ کہ یہ میرا اختیار ہوگا۔ کہ میں اگر چاہوں۔ تو امانت روپیہ کی صورت میں ہی انہیں واپس کروں۔ اور اگر چاہوں۔ تو جائیداد کی صورت میں واپس کروں مگر انہوں نے اس بات کو نہ سمجھا۔ اور اب شور مچا رہے ہیں۔ کہ ہمیں روپیہ ہی دیا جائے۔ جائیداد ہم لینے کے لئے تیار نہیں۔

اسی طرح

چندہ میں زیادتی کے متعلق

بھی بعض لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ شاید سابقون میں شامل ہونے کے لئے یہ شرط ہے۔ کہ انہوں نے اگر پہلے پانچ روپے چندہ دیا ہے۔ تو اب چھ دیں۔ یا سات دیں۔ حالانکہ سابقون میں شامل ہونے کے لئے ایسی کوئی شرط نہیں۔ صرف زیادتی کی شرط ہے۔ خواہ وہ پیسہ سے ہو۔ یا آنہ سے ہو۔ یا زیادہ سے ہو۔ بلکہ پیسہ سے کم ہمارے ہاں کوئی سکہ استعمال نہیں ہوتا۔ ورنہ میں تو کہتا۔ کہ ایک ادھی یا ایک پائی سے بھی زیادتی کی جا سکتی ہے۔ پرانے زمانہ میں کوڑیاں استعمال ہوا کرتی تھیں۔ آج کل ان کا رواج نہیں۔ لیکن اگر ان کا رواج ہوتا۔ تو سابقون الاولون میں شامل ہونے کے لئے یہی کافی تھا۔ کہ وہ ایک کوڑی زائد دے دیتے۔ مقصد یہ ہے۔ کہ چندہ پہلے سے زیادہ دیا جائے۔ خواہ یہ زیادتی ایک ادھی سے ہو۔ خواہ پائی سے۔ خواہ ایک کوڑی سے ہو۔ یہ انسان کے اپنے حالات پر منحصر ہے۔ وہ جس قسم کی چاہے زیادتی اختیار کر سکتا ہے۔

پس دوستوں کو چاہیئے۔ کہ چندہ میں زیادتی کے متعلق وہ

میرا نقطۂ نگاہ

سمجھ لیں۔ اور جن دوستوں سے اپنے گذشتہ سالوں کے چندہ میں غلطی ہوئی ہے۔ وہ اسکی اصلاح کر لیں۔

میں نے بتایا ہے۔ کہ یہ اصلاح اتنی آسان ہے۔ کہ بغیر کسی بوجھ کے وہ اسے اختیار کر سکتے ہیں۔ اور سوائے ان لوگوں کے جو اپنے حالات کی وجہ سے کمی کرنے پر مجبور ہیں۔ باقی سب دوست چند پیسوں یا چند آنوں کے ساتھ ہی اپنی غلطی کو دور کر سکتے اور سابقون الاولون میں شامل ہو سکتے ہیں۔ تو یہ بات میں واضح کر دینی چاہتا ہوں۔ تاکہ جو دوست غلطی کی وجہ سے سابقون الاولون میں شامل ہونے سے محروم رہے ہیں۔ وہ اب

اپنی غلطی کا ازالہ

کر کے سابقون میں شامل ہو جائیں۔

دوسری بات اس سلسلہ میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ یہ

زیادتی بھی دو قسم کی ہے

ایک تو وہ دوست ہیں۔ جنہوں نے پہلے سال جتنا چندہ دیا تھا۔ اس سے زیادہ چندہ انہوں نے دوسرے سال دیا۔ اور دوسرے سال جتنا چندہ دیا تھا۔ اس سے زیادہ چندہ انہوں نے تیسرے سال دیا۔ اور تیسرے سال جتنا چندہ دیا تھا۔ اس سے زیادہ چندہ انہوں نے چوتھے سال دیا۔ اور چوتھے سال جتنا چندہ دیا تھا۔ اس سے زیادہ چندہ انہوں نے پانچویں سال دیا۔ ان کے لئے اگر وہ

سابقون میں شامل ہونا چاہیں

تو یہی قاعدہ ہے۔ کہ وہ اب دسوں سال تک اپنے چندہ کو پہلے سالوں سے بڑھاتے چلے جائیں۔ کیونکہ انہوں نے چوتھے سال میں آکر تیسرے سال سے کم چندہ نہیں دیا تھا۔ بلکہ زیادہ دیا تھا۔

پس چونکہ انہوں نے ایک حلقہ اپنے لئے پسند کر لیا ہے۔ اسلئے اب ان کی زیادتی اسی صورت میں زیادتی متصور ہوگی۔ جب وہ

ہر سال پہلے سال سے زیادہ چندہ

دیں گے۔ لیکن ایک وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے پہلے تین سالوں میں تو اپنے چندوں میں زیادتی کی۔ لیکن چوتھے سال آکر میری رعایت سے فائدہ اٹھا کر انہوں نے اتنا ہی چندہ دیا جتنا انہوں نے تحریک جدید کے سال اول میں دیا تھا۔ مثلاً پہلے سال انہوں نے پانچ روپے دیئے تھے۔ دوسرے سال انہوں نے دس دیئے۔ اور تیسرے سال پندرہ۔ لیکن چوتھے سال آکر پھر انہوں نے پہلے سال کے چندہ کے مطابق میری رعایت سے فائدہ اٹھا کر صرف پانچ روپے ہی چندہ دیا۔ ایسے لوگوں نے چونکہ میری مقرر کردہ رعایت اور قانون کے مطابق چوتھے سال اپنے چندہ میں کمی کی ہے۔ اس لئے اب ان کی

زیادتی پانچویں سال سے شمار

ہوگی۔ اور وہ اگر چاہیں۔ تو اب کے پانچ روپے کی جگہ پانچ روپے ایک آنہ دے کر یا پانچ روپے چار آنے دے کر یا چھ روپے دے کر یا سات روپے دے کر یا آٹھ روپے دے کر سابقون الاولون میں شامل ہو سکتے ہیں۔ بلکہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ پانچ روپے ایک پیسہ دے کر بھی ایک شخص اپنے چندہ میں اضافہ کر سکتا ہے۔ اور ایسا شخص زیادتی کرنے والوں میں ہی شمار ہوگا۔ بشرطیکہ اب وہ آئندہ سالوں میں کمی نہ کرے۔ بلکہ ہر سال اپنے چوتھے سال کے چندہ پر اضافہ کرتا چلا جائے۔ غرض شرط یہ نہیں۔ کہ تیسرے سال اس نے جتنا چندہ دیا تھا۔ اس پر اضافہ کرے۔ بلکہ چوتھے سال اس نے جتنا چندہ دیا تھا۔ اگر آئندہ سالوں میں وہ اس پر زیادتی کرتا رہتا ہے۔ تو وہ بھی سابقون میں ہی شمار کیا جائے گا۔ پس ایسے لوگوں کے لئے اصل زیادتی تیسرے سال پر نہیں۔ بلکہ چوتھے سال کے چندہ پر سمجھی جائے گی۔ مثلاً اگر کسی شخص نے پہلے سال پانچ روپے چندہ دیا تھا۔ دوسرے سال اس نے دس دے دیئے۔ اور تیسرے سال بیس۔ لیکن چوتھے سال پھر اس نے پانچ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دے دیئے۔ تو اب اگر وہ زیادتی کرنا چاہے۔ تو پانچ پر ہی کر سکتا ہے۔ اس کے لئے یہ ضروری نہیں۔ کہ وہ بیس پر زیادتی کرے۔ کیونکہ اس نے چوتھے سال اپنے چندہ میں جو کمی کی تھی۔ وہ اجازت اور قانون کے ماتحت کی تھی۔ میں نے اس امر کا ذکر اس لئے کیا ہے۔ کہ میں دیکھتا ہوں۔ بعض لوگوں کو یہ فکر لگ گیا ہے۔ کہ ہم نے جو چوتھے سال چندہ دیا تھا۔ وہ تیسرے سال سے بہت کم ہے۔ اب اگر ہم تیسرے سال کے چندہ پر زیادتی کریں۔ تو ہم پر بہت زیادہ بار پڑ جائے گا۔ میں ایسے دوستوں کو بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ اگر انہوں نے چوتھے سال کم چندہ دیا ہے۔ تو یہ ان کی زیادتی میں حارج نہیں ہوگا۔ کیونکہ انہوں نے یہ کمی میری دی ہوئی رعایت کے مطابق کی تھی۔ پس وہ اب تیسرے سال کے چندہ پر نہیں۔ بلکہ چوتھے سال کے چندہ پر اگر دسویں سال تک زیادتی کرتے چلے جائیں گے۔ تو

سابقون الاولون کی فہرست میں

آجائیں گے۔ بشرطیکہ پہلے تین سالوں میں بھی ہر سال زیادتی ہوتی چلی گئی ہو۔ یا اب وہ زیادتی کر دیں۔ مگر شرط یہی ہے۔ کہ انہوں نے چوتھے سال قانون کے مطابق کمی کی ہو۔ لیکن اگر کوئی شخص ایسا ہے۔ جس نے چوتھے سال بھی کمی نہیں کی۔ تو اب اسے

اجازت نہیں کہ وہ پیچھے ہٹے

بلکہ اب وہ اسی صورت میں سابقون الاولون میں شامل رہ سکتا ہے۔ جب ہر سال وہ اپنے چندہ میں اضافہ کرتا چلا جائے۔ جیسے میں نے دوسرے سال پہلے سال سے زیادہ چندہ دیا تھا۔ تیسرے سال دوسرے سال سے زیادہ چندہ دیا۔ چوتھے سال تیسرے سال سے زیادہ چندہ دیا۔ اور پانچویں سال چوتھے سال سے زیادہ چندہ لکھوایا ہے۔ پس میں اور میری قسم کے دوسرے دوست جنہوں نے چوتھے سال بھی کمی نہیں کی۔ بلکہ تیسرے سال کے چندہ پر زیادتی کی تھی۔ وہ اس بات پر مجبور ہیں۔ کہ اب آئندہ ہر سال اضافہ ہی کرتے چلے جائیں۔ اور پانچویں سال میں چوتھے سال سے اور چھٹے میں پانچویں سے اور ساتویں سال میں چھٹے سے۔ اور آٹھویں سال میں ساتویں سے اور نویں سال میں آٹھویں سے اور دسویں سال میں نویں سے زیادہ چندہ دیں۔ خواہ زیادتی کتنی ہی قلیل ہو۔ لیکن جنہوں نے چوتھے سال اپنا چندہ پہلے سال کے برابر کر دیا تھا۔ لیکن دوسرے اور تیسرے سال بڑھتے چلے گئے تھے۔ ان کی راہ میں چوتھے سال کے چندہ کی کمی کوئی روک نہیں ہوگی۔ بلکہ چوتھے سال سے ان کا نیا دَور شروع ہوگا۔ اور ان کی زیادتی زیادتی ہی تصور ہوگی۔ اگر انہوں نے چوتھے سال کے چندہ سے پانچویں سال میں کچھ زیادہ چندہ دیا ہو۔

یہ دو تشریحیں ہیں۔ جو آج میں کر دینا چاہتا ہوں۔ کیونکہ بہت سے دوستوں نے ملاقات کے وقت مجھ سے اس بارے میں دریافت کیا ہے۔ اور بعض نے رقعے لکھ کر بھی سوالات کئے ہیں۔ اور چونکہ میں دیکھتا ہوں۔ تحریک جدید کی اہمیت معلوم ہونے کے بعد بہت سے دوستوں کے دلوں میں یہ احساس پیدا ہو گیا ہے۔ کہ وہ بھی سابقون الاولون میں شامل ہوں۔ اس لئے میں نے یہ تشریحات کر دی ہیں۔ اور ان کی راہ میں جو روکیں حائل تھیں۔ انہیں دور کر دیا ہے۔ میں ان دونوں قسم کی زیادتی کو

ایک نقشہ کے ذریعہ

سے بھی حل کر دیتا ہوں۔ اور پانچ روپے چندہ دینے والوں کی مثال کی دونوں صورتیں بیان کر دیتا ہوں۔ اول نقشہ یہ ہے۔ کہ ایک شخص نے پہلے سال پانچ روپے دیئے۔ دوسرے سال پانچ روپے ایک آنہ یا دو آنہ یا چار آنہ زیادتی کی۔ تیسرے سال پھر زیادتی کی۔ مگر چوتھے سال پھر پانچ روپے چندہ دیا۔ چھٹے سال پانچ روپے ایک آنہ یا دو آنہ یا چار آنہ چندہ دیا۔ اور پانچویں سال اس سے زیادہ اور آخر تک پھر بڑھاتے چلے گئے۔ ان کا چوتھے سال کا چندہ گو تیسرے سال سے کم ہے۔ لیکن چونکہ یہ پہلے تین سالہ دَور میں بھی چندہ بڑھاتے رہے ہیں۔ اور دوسرے سات سالہ دور میں بھی چندہ بڑھاتے رہے ہیں۔ باوجود چوتھے سال میں کمی کر دینے کے یہ لوگ سابقون میں شمار ہوں گے۔ کیونکہ دونوں دَور مستقل صورت رکھتے ہیں۔ اور دونوں دور میں وہ چندہ بڑھاتے چلے گئے ہیں۔ دوسری مثال یہ ہے۔ کہ ایک شخص نے پہلے سال میں پانچ چندہ دیا۔ دوسرے میں پانچ روپے ایک آنہ تیسرے میں پانچ روپے دو آنہ چوتھے میں پانچ روپے ۳ آنے اور پانچویں میں پانچ روپے ۴ آنہ اور آخر دَور تک وہ کچھ نہ کچھ زیادتی پہلے سال کے چندہ میں کرتے چلے گئے۔ یہ بھی سابقون میں سمجھے جائیں گے کارکنوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اس امر کو اچھی طرح جماعت کے ذہن نشین کر دیں۔ تاکہ عدم علم کی وجہ سے وہ دوست جو زیادہ ثواب میں حصہ لینا چاہیں۔ اس سے محروم نہ رہ جائیں۔

میں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ

جو دوست اس دوران میں فوت ہو جائیں

ان کی نسبت یہی سمجھا جائے گا۔ کہ وہ آخر تک چندہ دیتے رہے ہیں۔ اور وہ اپنی زندگی میں جس قسم کے چندہ دہندوں کی قسم میں آرہے تھے۔ اسی قسم میں ان کا نام شامل کیا جائیگا۔ اور یہ نہ کہا جائیگا۔ کہ انہوں نے پورے دس سال چندہ نہیں دیا۔ کیونکہ ثواب نیت پر ہوتا ہے۔ نہ کہ اس عمل پر جو انسان کے اختیار میں نہ ہو۔

(۲)

اس کے بعد میں دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کہ اس سال کے جلسہ میں

ایک غیر معمولی تبلیغ

ہوئی ہے۔ جو پہلے سالوں میں نہیں ہؤا کرتی تھی۔ اور وہ ہندوؤں اور سکھوں کو تبلیغ ہے۔ اس سال ہمارے جلسہ میں ہندوؤں اور سکھوں میں سے ایک معقول تعداد شامل ہوئی ہے۔ معقول کا لفظ میں جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد کے لحاظ سے استعمال نہیں کر رہا۔ بلکہ پہلے زمانہ کے لحاظ سے استعمال کر رہا ہوں۔ پندرہ بیس ہندو اور سکھ دوست اس دفعہ ہمارے جلسہ میں شامل ہوئے۔ اور وہ مجھ سے بھی ملے۔ اور لیکچروں میں بھی شامل ہوتے رہے۔ ان میں سے بعض تو درمیان میں چلے گئے۔ مگر بعض آخر تک ٹھہرے رہے۔ ان

ہندوؤں اور سکھوں میں بیرسٹر

بھی تھے۔ وکلاء بھی تھے۔ انجینئر بھی تھے۔ ڈاکٹر بھی تھے۔ زمیندار بھی تھے۔ غرض ہر قسم کے لوگ ان میں شامل تھے۔ ہندوؤں میں چونکہ ایک عرصہ سے تعلیم کا سلسلہ جاری ہے۔ اور مسلمانوں سے وہ زیادہ تعلیمیافتہ ہیں۔ اسلئے ہندو تعلیم یافتہ طبقہ مسلمان تعلیم یافتہ طبقہ سے زیادہ سنجیدہ ہے۔ مسلمانوں میں ابھی چھچھورا پن پایا جاتا ہے۔ لیکن ہندوؤں میں چونکہ دیر سے تعلیم میں ترقی ہو رہی ہے۔ اسلئے اس تعلیم کی وجہ سے آہستہ آہستہ ان میں ایک ایسا وقار پیدا ہو گیا ہے۔ جو بالعموم مسلمانوں میں نظر نہیں آتا۔ ہندوؤں میں اس روح کا پیدا ہو جانا اور پھر ان کا ہمارے پاس ہی ٹھہرنا ہمارے لئے بہت بڑی خوشی کا موجب ہے۔ ایک ہندو صاحب کو تو میں دیکھ کر حیران رہ گیا۔ وہ میری تقریر کے باقاعدہ اسی طرح نوٹ لیتے رہے۔ جس طرح باقی احمدی دوست نوٹ لیتے رہے تھے۔ پس یہ ایک نیا سلسلہ شروع ہؤا ہے جسے میرے نزدیک زیادہ سے زیادہ ترقی دیتے چلے جانا چاہیئے۔ پچھلے آٹھ دس سال میں ہم نے غیر احمدی اصحاب کو یہاں لانے کی کوشش شروع کی ہے۔ اور اس میں ہمیں بہت بڑی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ چنانچہ ہر سال اللہ تعالےٰ کے فضل سے

سینکڑوں غیر احمدی آتے

اور سینکڑوں ہی بیعت کر کے جاتے ہیں نصف کے قریب تو ضرور ہی بیعت کر کے جاتے ہیں۔ گو اگر صحیح کوشش کی جائے۔ تو میرے نزدیک اس سے بھی زیادہ لوگ بیعت کر سکتے ہیں۔ مگر نقص یہ ہے۔ کہ جو دوست انہیں اپنے ہمراہ لاتے ہیں۔ وہ ان کی نگرانی نہیں کرتے۔ اگر وہ نگرانی رکھیں۔ اور انہیں جلسوں اور لیکچروں میں توجہ سے بٹھائیں۔ تو اسّی نوے فی صدی بلکہ سو فیصدی کی بیعت کی امید کرنا بے جا نہ ہوگا۔ مگر ابھی ان غیر احمدی دوستوں کو اپنے ہمراہ لانے والے اس امر کی طرف صحیح طور پر متوجہ نہیں ہوئے۔ کہ ان کا کوئی وقت ضائع نہ ہونے دیں۔ اور کوشش کریں۔ کہ وہ جلسہ سے پورا فائدہ اٹھائیں۔ لیکن پھر بھی میں نے دیکھا ہے۔

پچاس فی صدی لوگ

بیعت کر کے ہی واپس جاتے ہیں۔ بعض لوگ پہلے دن شکایت کرتے ہیں۔ کہ ہم فلاں غیر احمدی دوست کو اپنے ہمراہ لائے تھے۔ مگر وہ متاثر نہیں ہؤا۔ لیکن دوسرے ہی دن وہ پھر آجاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ آج آپ کی تقریر سنکر یا دوسرے دوستوں کی تقریریں سُنکر ان کا سینہ کھل گیا ہے۔ ان کی بیعت لی جائے۔ اور جو دوسرے دن بھی رہ جاتا ہے۔ اس کا تیسرے دن سینہ کھل جاتا ہے۔ اور وہ بیعت کر لیتا ہے۔

پس یہاں آنے کے بعد بہت سے لوگوں کے دل کھل جاتے ہیں۔ اور سوائے ان کے جو بھاگ جائیں۔ باقیوں میں سے اکثر بیعت کر کے ہی واپس لوٹتے ہیں۔ لیکن کئی ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو سالہا سال آتے رہتے ہیں۔ اور بیعت نہیں کرتے۔ آخر کئی سالوں کے بعد وہ بیعت میں شامل ہوتے ہیں۔ چنانچہ اسی سال ایک صاحب نے بتایا۔ کہ میں آٹھ سال سے جلسہ سالانہ پر آرہا ہوں۔ مگر بیعت کی مجھے آج توفیق ملی ہے۔ ایک اور صاحب نے بتایا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ میں تین چار سال سے آرہا ہوں۔ اور باقاعدہ ہر جلسہ میں شامل ہوتا ہوں۔ لیکن بیعت میں آج کر رہا ہوں۔ تو ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ جو سالہا سال آتے رہتے ہیں۔ اور بیعت میں شامل نہیں ہوتے۔ لیکن ایسے لوگوں کو بھی دراصل بیعت میں ہی سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ جب وہ ایک دفعہ یہاں آئے۔ تو پھر وہ اس بات پر مجبور ہو گئے۔ کہ یہاں بار بار آئیں۔ اور وہ ہر دفعہ ہم سے کچھ لینے کے لئے آموجود ہوئے۔ پس گو وہ بیعت میں شامل نہ تھے۔ مگر ان کا معاملہ ایسا ہی تھا۔ جیسے بیعت والوں کا ہوتا ہے۔ انہوں نے بھی جب قادیان کو دیکھا۔ تو پھر وہ اسے چھوڑ نہ سکے۔ اور بار بار یہاں آئیں۔ تو یہ تجربہ جو اس دفعہ ہندوؤں اور سکھوں کے متعلق ہؤا ہے۔ نہایت ہی کامیاب رہا ہے۔ اور ضرورت ہے۔ کہ اس پر زیادہ زور دیا جائے۔

یہ ایک نیا تجربہ ہے

اور اس بات کا متقاضی ہے۔ کہ ہم لوگ اس کی طرف زیادہ توجہ کریں۔ سب سے پہلے صرف ایک ہندو دوست ہمارے جلسہ پر آئے تھے۔ جس پر ہم نے بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ وہ دوست اب ہیں تو احمدی۔ لیکن نام ان کا ہندوانہ ہی ہے۔ اسی طرح ایک اور ہندو دوست ہیں۔ وہ ابھی احمدی نہیں ہوئے۔ لیکن انہیں احمدیت کی سچائی کا احساس شروع ہو گیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے مجھے ایسے خط لکھنے شروع کر دیئے ہیں۔ کہ میں سمجھتا ہوں۔ اب وقت آگیا ہے۔ کہ مجھے آپ کی بیعت کر لینی چاہیئے۔

ایک اور اسی قسم کے صاحب دہلی میں ہیں۔ انہوں نے ذکر کیا۔ کہ فلاں فلاں روک میرے راستہ میں حائل ہے۔ اگر یہ دور ہو جائے۔ تو میں آپ کی ضرور بیعت کر لوں۔ ایک روک انہوں نے یہ بتائی۔ کہ میری والدہ زندہ ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر میں نے احمدیت قبول کی۔ تو انہیں صدمہ ہوگا۔ پس ایک طرف میرا جی چاہتا ہے۔ کہ وہ زندہ رہیں۔ اور دوسری طرف میں یہ بھی دیکھ رہا ہوں۔ کہ وہ ایک صداقت کے قبول کرنے میں روک بن رہی ہیں۔ تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے میں

ہندوؤں میں ایک تغیر

محسوس کرتا ہوں۔ بعض ہندو دوست ہمارے جلسہ پر چار چار پانچ پانچ سال آتے رہے۔ اور آخر اللہ تعالےٰ نے انہیں صداقت کے قبول کرنے کی توفیق دے دی۔ یا صداقت قبول کرنے کے لئے وہ بہت حد تک تیار ہو گئے۔ مگر تبلیغ کے معنے صرف یہ نہیں ہوتے۔ کہ کوئی مسلمان ہو جائے۔ ہماری جماعت میں سے کئی ایسے دوست ہیں۔ جو ہندو اور سکھ صاحبان کو اپنے ہمراہ لانے میں اسلئے کوتاہی کر جاتے ہیں۔ کہ وہ خیال کرتے ہیں۔ انہوں نے کونسا مسلمان ہو جانا ہے۔ حالانکہ ہر تبلیغ میں ایک تعلیمی پہلو بھی ہوتا ہے۔ جسے مدنظر رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ آخر اس ملک میں ہندو بھی رہتے ہیں۔ مسلمان بھی رہتے ہیں۔ اور دوسری قومیں بھی رہتی ہیں۔ اب اگر تمام قوموں کے افراد ایک دوسرے سے ملیں گے نہیں۔ تو انہیں ایک دوسرے کے حالات کا علم کیونکر ہوگا۔ اور ایک دوسرے کے متعلق جو غلط فہمیاں پیدا ہو چکی ہیں۔ وہ دُور کس طرح ہوں گی۔ قادیان کو ہی دیکھ لو۔

یہاں کے ہندوؤں اور سکھوں میں سے بعض

ہمارے خلاف جھوٹ بولتے رہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ان پر ہماری طرف سے مظالم توڑے جاتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنی قوم کے لوگوں میں ہمارے خلاف اشتعال پیدا کرتے ہیں۔ اب قدرتی طور پر اس پروپیگنڈے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ناواقف لوگ یہ خیال کرنے لگ جاتے ہیں۔ کہ واقع میں قادیان میں جماعت احمدیہ کی طرف سے ہندوؤں اور سکھوں پر ظلم ہو رہا ہے۔ لیکن اگر انہی کے ہم مذہب آدمی یہاں آئیں۔ اور وہ ہمارے سلوک کو دیکھیں۔ تو خود بخود حقیقت حال سے آگاہ ہو جائینگے۔ اور سمجھ لیں گے۔ کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو مظلوم ظاہر کر رہے ہیں۔ ظالم ہیں۔ اور جن کو ظالم کہا جاتا ہے۔ وہ مظلوم ہیں۔ تو صرف یہی نہیں دیکھا جاتا۔ کہ کوئی احمدی ہوتا ہے یا نہیں۔ بلکہ یہ امر بھی مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ ان تعلقات کے نتیجہ میں ملک کے امن میں ترقی ہوتی ہے۔ اور وہ تنافر دور ہو جاتا ہے۔ جو ہندوؤں سکھوں اور مسلمانوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے متعلق پایا جاتا ہے۔ پچھلی دفعہ

ایک ہندو اخبار کے ایڈیٹر

ہمارے جلسہ پر آئے۔ اور انہوں نے واپس جا کر اپنے اخبار میں لکھا۔ کہ ہمیں تو یہ بتایا جاتا تھا۔ کہ احمدی بڑے وحشی ہوتے ہیں۔ مگر ان کا جلسہ دیکھنے کے بعد میری یہ رائے ہے۔ کہ یہ درست نہیں۔ احمدی بڑے اچھے ہوتے ہیں۔ اور ان کی خواہش ہے۔ کہ دنیا میں نیکی ترقی کرے۔ اور ملک میں امن قائم ہو۔ اب چاہے وہ کتنے ہی متعصب ہوں۔ کسی مجلس میں جب یہ کہا جائے گا۔ کہ احمدی ظالم اور بد اخلاق ہوتے ہیں۔ تو وہ کہیں گے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ میں خود ان کے جلسے میں شامل ہؤا۔ اور میں اپنے

مشاہدہ کے رو سے

کہہ سکتا ہوں۔ کہ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ جو ان کے متعلق کہا جاتا ہے۔ تو یہ بھی ہندوؤں اور سکھوں کے یہاں آنے کا ایک فائدہ ہے اور درحقیقت بہت بڑا فائدہ ہے۔ پس اس بات سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ کہ اگر ہم انہیں ہمراہ لائے۔ تو وہ احمدی نہیں ہوں گے۔ بیشک وہ احمدی نہ ہوں۔ لیکن یہ فاعدہ ضرور حاصل ہوگا۔ کہ ہماری جماعت کے متعلق ان کی رائے بدل جائیگی۔ اور وہ یہ اقرار کرنے پر مجبور ہوں گے۔ کہ جماعت احمدیہ کے متعلق مخالف جو کچھ کہتے ہیں۔ وہ غلط ہے۔ پھر

ایک اور بات

بھی ہے۔ جس کا ہمارے احمدی دوست اگر چاہیں۔ تو تجربہ کر سکتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ جب وہ غیر احمدی دوستوں کو اپنے ہمراہ لاتے ہیں۔ تو ان میں سے اکثر کا کرایہ انہیں خود ادا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن ہندو اکثر اپنے کرایہ پر آتے اور اپنے کرایہ پر ہی جاتے ہیں۔ چونکہ انہیں علم کی قدر ہے۔ اس لئے وہ ایسے موقعوں پر اپنی گرہ سے روپیہ خرچ کر کے نئے علوم حاصل کرنے کے لئے پہنچ جاتے ہیں مگر مسلمانوں میں چونکہ تعلیم کی کمی ہے۔ اسلیئے انہیں کرایہ دے دے کر ساتھ لانا پڑتا ہے۔ تو ہندو اور سکھ دوستوں کو اپنے ہمراہ لانے میں

بہت بڑا فائدہ

ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ انہیں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر یہاں آنے کی تحریک کی جائے۔ غیر احمدیوں میں اپنا کرایہ خرچ کر کے آنے والوں کی تعداد کم ہوتی ہے۔ اور ان لوگوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔ جو دوسروں کے کرایہ پر یہاں آتے ہیں۔ مگر ہندوؤں میں ان لوگوں کی تعداد زیادہ ہے۔ جو اپنے کرائے پر یہاں آتے ہیں۔ اور ان لوگوں کی تعداد کم ہے۔ جو دوسروں کے کرایہ پر یہاں آتے ہیں۔ پس اگر

ہندو دوستوں کو

آئندہ کوشش کر کے اپنے ہمراہ لایا جائے۔ تو وہ ہماری جماعت کے دوستوں پر بوجھ نہیں بنیں گے۔ اور فائدہ بھی زیادہ ہوگا۔ بے شک وہ مسلمان نہ ہوں۔ لیکن اگر وہ یہ سمجھ کر یہاں سے جائیں۔ کہ احمدی ایسے بُرے نہیں ہوتے۔ جیسا کہ ان کو سمجھا جاتا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ یہ بھی ایک بہت بڑا فائدہ ہے۔ ایسا شخص ہر جگہ ہمارا ایک قسم کا مبلغ ہوتا ہے۔ اور جب بھی جماعت پر کوئی اعتراض ہو رہا ہو۔ تو وہ اس کا رد کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

ایک ہندو صاحب

اسی جلسہ سالانہ پر آئے ہوئے تھے۔ دوستوں نے سنایا۔ کہ یہ ہر وقت ہماری ہی تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ انہوں نے وہ دلائل یاد کر لئے ہیں جو وفات مسیح وغیرہ کے ثبوت میں ہماری طرف سے پیش کئے جاتے ہیں۔ اور جب کوئی ایسا موقع پیش آتا ہے۔ جب کسی غیر احمدی مولوی سے

وفاتِ مسیحؑ پر بحث

کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو وہ کہتے ہیں مرکز سے مبلغ کیا منگوانا ہے۔ میں اس سے بحث کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ قرآن کریم کے رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور ایسی اعلےٰ درجہ کی بحث کرتے ہیں۔ کہ مخالف مولوی لاجواب ہو جاتے ہیں۔ دوستوں نے سنایا۔ کہ ان میں تبلیغ کا ایسا اعلیٰ ملکہ پیدا ہو گیا ہے۔ کہ مخالف مولویوں کا ناطقہ بند کر دیتے ہیں۔ اسی طرح

سیالکوٹ کے ضلع میں ایک ہندو صاحب

ہیں۔ ان کے متعلق بھی دوستوں نے بتایا۔ کہ انہوں نے اسلامی مسائل خوب یاد کر لئے ہیں۔ اور مخالفوں سے ہماری جگہ بحثیں کرتے رہتے ہیں۔ تو یہ ایک بھاری فائدہ ہے۔ جو اس دفعہ ہمیں حاصل ہؤا ہے۔ اور میں دوستوں کو تحریک کرتا ہوں۔ کہ وہ آئندہ

ہندو صاحبان کو بہت کثرت کے ساتھ

اپنے ہمراہ لانے کی کوشش کیا کریں۔ ہم ان کے کھانے کا الگ انتظام کرنے کے لئے تیار ہیں ایک ہندو باورچی رکھ کر ان کے لئے کھانا تیار کیا جا سکتا ہے۔ گو اب ہندوؤں کا تعلیم یافتہ طبقہ مسلمانوں کے ساتھ کھانے پینے لگ گیا ہے۔ لیکن پھر بھی ان کے لئے الگ انتظام کیا جا سکتا ہے۔ گو اس دفعہ ہندو دوستوں کے لئے جب الگ انتظام کیا گیا۔ تو ان میں سے بعض نے انکار کر دیا۔ اور کہا۔ کہ جس طرح باقی لوگ

پیغامی مشن

خدا کا محبوب اور میرے آقا مسیح قدنی علیہ السلام کا لخت جگر محمود

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صدقے ان آنکھوں کے جن آنکھوں نے پیدائش سے ٭ پہلے ہی دیکھا تھا معراج کمال محمود
شپر تیرہ نظر تیرہ دروں کیا دیکھے ٭ ہم نے ہر رنگ میں دیکھا ہے جو حال محمود
حاسدو دیکھ لو ہر روز بڑھاتا ہے خدا ٭ شوکت و عظمت و اقبال و جلال محمود

(حضرت گوہر)

رہتے ہیں۔ اسی طرح ہم رہیں گے۔ ہمارے لئے کسی الگ انتظام کی ضرورت نہیں۔ درحقیقت اس قوم میں دیر سے تعلیم ہونے کی وجہ سے ایک وقار پیدا ہو گیا ہے۔ اور ایسی

سعادت کے آثار

ان میں پائے جاتے ہیں۔ جو بہت ہی قابل تعریف ہیں۔ لیکن پھر بھی ہم ہندو دوستوں کے لئے الگ انتظام کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں پس دوستوں کو چاہیئے۔ کہ وہ آئندہ سال خصوصیت کے ساتھ ہندو دوستوں کو اپنے ہمراہ لانے کی کوشش کریں۔ غرض تبدیلی مذہب کے نقطہ نگاہ سے ہر بات کو نہیں دیکھنا چاہیئے۔ اور محض اسی وجہ سے ان کو اپنے ہمراہ لانے میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے۔ کہ انہوں نے کونسا مسلمان ہو جانا ہے۔ کیونکہ ان کو یہاں لانے کی غرض صرف یہی نہیں۔ کہ وہ مسلمان ہو جائیں۔ بلکہ ہماری غرض یہ بھی ہے کہ وہ

احمدیت کا نقطۂ نگاہ

سمجھنے کے قابل ہو جائیں۔ اور انہیں پتہ لگ جائے۔ کہ ہم کیا کہتے ہیں۔ پس میں دوستوں کو اس امر کی طرف بھی توجہ دلا دیتا ہوں۔ اور چونکہ آج بہت سے دوستوں نے ساڑھے تین بجے والی گاڑی سے واپس جانا ہے۔ اس لئے خطبہ کو ختم کرتا ہوں۔ ہاں یہ اعلان کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ میں جمعہ کی نماز کے ساتھ ہی عصر کی نماز بھی جمع کر کے پڑھا دوں گا۔ تاکہ وہ دوست جنہوں نے جانا ہے۔ جا سکیں۔

(الفضل)

نظارت تالیف و تصنیف کا ضروری اعلان

اخبارات سلسلہ کے ذریعہ کئی بار اعلان کیا جا چکا ہے۔ کہ آئندہ سلسلہ کی طرف سے کوئی کتاب یا ٹریکٹ یا رسالہ وغیرہ بغیر منظوری نظارت تالیف و تصنیف چھپنے اور شائع ہونے نہ پائے اگر اسکی خلاف ورزی ہوئی۔ تو ایسی کتاب کی اشاعت جو بغیر منظوری نظارت ہذا طبع کرائی گئی ہو۔ بند کر دی جائیگی۔ باوجود اسکے دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ بعض دوست نظارت تصنیف کی اجازت کے بغیر کتب یا ٹریکٹ وغیرہ شائع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ان کے بعض حصے اسلام اور سلسلہ احمدیہ کی تعلیم کے سراسر خلاف یا غلط حوالہ جات پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اور مخالفین ایسی باتوں کو جماعت کی طرف منسوب کر کے مغالطہ اندازی کرتے ہیں اسلئے پھر...... اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ آئندہ کوئی دوست بغیر اجازت نظارت کوئی کتاب وغیرہ شائع نہ کریں۔ (ناظر تالیف و تصنیف)

نور الدین اعظم رضی اللہ عنہ کی وفات اور مومنوں کی دعائیں

مسیح موعود کا جانشین خدا کا بندہ نور الدین اعظم رضی اللہ عنہ فوت ہوا۔ اندرونی و بیرونی معاند خوش و خرم اور مومن غمگین نظر آتے ہیں۔ خدائے رحیم و کریم نے مومنوں کے ہاتھوں ایک اور نعمت چھین لی۔ شاید اسمیں مومنوں کے لئے کوئی بہتری کا سامان ہو۔ اور وہ اپنے بندوں کو نور الدین سے اعلیٰ نعمت عطا کرنا چاہتا ہو۔

مومن سجدہ میں گر جاتے ہیں۔ اور اپنے مولیٰ کے حضور دعاؤں پر دعائیں کرنی شروع کر دیتے ہیں۔ کہ اے اللہ سخت ابتلاؤں کا زمانہ ہے۔ ہماری جلد دستگیری فرما۔ کیونکہ دشمن سمجھے بیٹھا ہے۔ کہ اب یہ سلسلہ نیست و نابود ہو جائے گا۔ اے حافظ و ناصر خدا جلدی کر جلدی کر ورنہ کئی کمزور دل انسان شیطان کی غلامی اختیار کر لیں گے۔

منافق طبع لوگوں کی خواہش

کچھ لوگ جو منافقت کی چادر اوڑھے ہوئے مقدسین کی جماعت میں شامل ہوئے تھے دل ہی دل میں خوشیاں منا رہے ہیں۔ کہ اب تو سرداری کا تاج ہمارے سر ہوگا جس طرف ہم چاہیں گے۔ جماعت کو لے جائیں گے۔ نور الدین رضی اللہ عنہ تو نہایت زبردست آدمی تھا۔ جس نے اپنے عہد خلافت میں ہماری دال گلنے نہ دی۔ اور ہمارے منہ پر کھری کھری سناتا اور یہ کہتا رہا۔

"میں جب مر جاؤں گا۔ تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا۔ اور خدا اسکو آپ کھڑا کر دیگا۔ تم نے میرے ہاتھ پر اقرار کئے ہیں۔ تم خلافت کا نام نہ لو۔ مجھے خدا خلیفہ بنایا۔ اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں۔ اور نہ کسی میں طاقت ہے۔ کہ وہ معزول کر سکے۔" (تقریر احمدیہ بلڈنگ لاہور اخبار "بدر" ۱۱ر جولائی سنہ ۱۹۱۲ء)

مگر اب ہمیں کون پوچھنے والا ہے۔

مومنوں کی حیرانگی اور منافقوں کی حقیقت کا انکشاف

مومنوں کو اللہ تعالےٰ نے جب عالم رویاء اور کشوف میں منافقوں کی ایسی حالت کا نقشہ دکھایا۔ تو ان کی حیرانگی کی کوئی حد نہ رہی۔ تب اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ میرے بندو! تم بھول گئے ہو۔ جو میرے محبوب مسیح قدنی اور تمہارے آقا نے میرے حکم سے تم کو کہا۔ سنو! اس نے اپنی زندگی میں تمہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

"جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے۔ وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے۔ اور ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے۔ اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا۔ اس میں نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے۔ پس جانو۔ کہ وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔ کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں۔ عزت سے نہیں دیکھتا۔ اسلئے آسمان پر بھی اسکی عزت نہیں"۔ (اربعین ۳ حاشیہ صفحہ ۳۴)

مومنوں نے ان الفاظ کو سنا۔ اور سجدات شکر بجا لائے۔ منافق طبع لوگوں کو کھرا جواب دیدیا۔ کہ ہم ایسے بھولے بھالے نہیں کہ تمہارے دام ضلالت میں آ جائیں۔ اے بد روحو۔ ہم سے دور ہو جاؤ۔ کیونکہ ہمارا خداوند خدا زمین و آسمان کا خدا مسیح وقت کا خدا ہمیں ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ ہم وہ ہیں جن کے ہاتھوں دنیا کی نجات وابستہ ہے عنقریب ہماری خاطر کوئی آسمانی بزرگ مبعوث ہوگا۔

خوشکن منظر

بد روحوں کو دور کرنے کے بعد روحانی طیور وہ طیور جو نور الدین اعظم رضی اللہ عنہ سے قبل ابراہیم ثانی کے گرد جمع رہتے تھے۔ عجب انداز میں کسی پیارے کی آمد پر جھوم جھوم کر گیت گانے شروع کر دیتے ہیں۔

اتنے میں آسمانی فرشتے نے کہا۔ مومنو! اب اس محسن کی بھی جو زمین و آسمان کا مالک ہے۔ توحید کے نغمے گاؤ۔ جس نے تمہاری بے قراری کو خوشی کے عالم میں بدل دیا۔ کچھ یاد ہے۔ تمہارا آقا۔ خدا کا راستباز نبی شاہ مکی و مدنی کا غلام۔ مسیح پاک بھی اس پیارے کی آمد کے متعلق کچھ کہہ گیا تھا۔ سن لو۔ اس نے کہا تھا۔ ؎

آ رہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار

پھر آسمانی فرشتے نے کہا۔

خدا کا نبی تو انتظار کر رہا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس "خوشبو" کو تمہارے درمیان رکھ دیا۔ تاکہ تم اسکو سونگھ کر اپنے دماغوں کو معطر کر لو۔ ضروری تھا۔ کہ "یوسف" کی خوشبو اسکی وفات کے بعد تم میں ظاہر ہو۔ کیونکہ خدا کے محبوب نے کہا تھا۔

"دوسری قدرت نہیں آ سکتی۔ جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا۔ تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیجدیگا۔" (الوصیت)

پھر اس نے تمہیں مخاطب کرتے ہوئے اسی رسالہ میں دوسری جگہ فرمایا۔

"مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے۔ کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے۔ تا خدا تمہاری آزمائش کرے۔ کہ کون اپنے دعوائے بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائیگا۔ وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا۔ اور بدبختی اسکو جہنم تک پہنچائے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا۔ تو اس کے لئے اچھا تھا۔ ...... خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ میں اپنی جماعت کو اطلاع دوں۔ کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں۔ اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں۔ اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں۔ ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں۔ اور خدا فرماتا ہے۔ کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔"

مومنو!

جانتے ہو؟

وہ "یوسف" کون ہے۔ "خوشبو" کیا ہے منافق طبع لوگ کون ہیں۔ اور وہ ابتلا کیا ہیں۔ یوسف تو وہ ہے۔ جس کی نصرت خداوند خدا مسیح موعود کا خدا پچیس برس سے برابر کر رہا ہے۔ یعنی میرے آقا کا محبوب ترین فرزند **محمود** جو مومنوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سرور ہے۔ بولو۔ **حضرت محمود خدا تجھے دیر تک سلامت رکھے۔ آمین**

اور "خوشبو" خلافت حقہ کا وہ تاج ہے۔ جو آج سے چوبیس برس قبل حضرت محمود ایدہ اللہ کے سر چودہ مارچ کو رکھا گیا۔ جس سے ہزاروں سعید روحیں حق کی طرف دوڑی دوڑی آئیں۔ اور آرہی ہیں۔ اور منافق طبع وہ لوگ ہیں۔ جو حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رض کی وفات کے بعد مقدسین کی جماعت سے کاٹے گئے۔ "ابتلاء" وہ ہیں۔ جو منکرین خلافت کی طرف سے مختلف پیرایوں میں فتنے برپا کئے گئے۔

حضرت محمود کے حاسد سن لیں

اے اہل پیغام و مصری پارٹی کے ہمنوا کان کھول کر سن لو۔ ہمارا خلیفہ راستباز خدا کا قائم کردہ خلیفہ ہے۔ تم اپنے تئیں عبث تباہ کر رہے ہو۔ کیا محمود کی چوبیس سالہ کامیابی اس بات کا ثبوت نہیں کہ تمہارے الزام بیہودہ اور غلط محض ہیں۔ اگر باز نہیں آتے تو نہ آؤ۔ اور بے شک لکھتے جاؤ۔ کہ نعوذ باللہ "خلیفۃ المسیح" کے عیوب منکشف نہیں ہوئے؟ (پیغام صلح ۱۴ جنوری ۳۹ء) خدا جانتا ہے۔ کہ محمود اس کا پاکباز بندہ ہے۔ اس میں کوئی عیوب نہیں۔ بدفطرت ہیں وہ جو الزام لگاتے ہیں۔ آخر کار وہ ہمارے خدا کی گرفت کے نیچے ہوں گے۔ اور فتح و کامرانی کا سہرا ہمارے محمود کے سر ہوگا۔

محمود زندہ باد!

(خواجہ خورشید احمد مجاہد سیالکوٹی)

نورالدین اعظم رض

ذکر فاروق

حضرت خلیفہ اول رض سے میرے تعلقات

(۱)

حضرت خلیفہ اول رض حاجی۔ حافظ۔ مولوی حکیم نورالدین صاحب قریشی۔ فاروقی رضی اللہ عنہ رشتہ میں میرے خالو۔ نیز میرے استاد تھے۔ قرآن شریف کا ترجمہ میں نے ان سے چھ ماہ جموں اور کشمیر میں مقیم رہ کر پڑھا تھا۔ جبکہ میری عمر قریباً سولہ سال تھی۔ اور اس کے بعد قادیان میں قریباً چودہ سال متواتر آپ کا روزانہ درس قرآن شریف سنتا رہا۔ اور اس کے علاوہ آپ سے حدیث اور طب اور ادب عربی بھی پڑھا۔ میرے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہونے کا بھی ابتداءً وہی ذریعہ ہوئے تھے۔ ان کی پہلی بیوی فاطمہ مرحومہ جو رشتہ میں میری خالہ تھیں (فاطمہ مرحومہ اور میری والدہ مرحومہ چچازاد بہنیں تھیں) فرمایا کرتی تھیں۔ "صادق میں اور تم مولوی صاحب کے ذریعہ سے احمدی بنے۔ لیکن اب تو اگر مولوی صاحب حضرت مسیح موعود کو چھوڑ بھی دیں۔ تب بھی میں نہ چھوڑوں گی"۔ اس سے مرحومہ کا مطلب یہ تھا۔ کہ اگرچہ ہمارا مسیح موعود کے پاس آنا ابتداءً حضرت مولوی صاحب کی وساطت سے تھا۔ مگر ہمارا ایمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایسا پختہ ہو چکا ہے کہ اب مولوی صاحب کی وساطت کا اس میں دخل نہیں رہا۔ اور ہم بہرحال حضرت مسیح موعود کے غلام رہیں گے۔ خواہ اور لوگ ان کے منکر ہو جائیں۔ ہم انشاءاللہ منکر نہ ہوں گے۔ غرض حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہنے اور ان کی صحبت سے فیض یاب ہونے کا عاجز راقم کو بہت موقعہ ملا۔ اور میں چاہتا ہوں۔ کہ کچھ کچھ حضرت مولانا صاحب کے حالات بھی درج اخبار ہوتے رہا کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک دفعہ حضرت مولٰنا صاحب نے لکھا تھا کہ مجھے حضور ع سے نسبت فاروقی ہے۔ اور حضرت مولٰنا صاحب حضرت خلیفہ ثانی عمر فاروق کی اولاد میں سے تھے۔ اسواسطے میں نے آپ کے حالات ص ۳

ص کے اندراج کے واسطے اخبار فاروق کو سب سے زیادہ موزون خیال کیا ہے۔ اور انشاءاللہ ہر ہفتہ ایک مختصر مضمون میں اخبار فاروق میں چھپنے کے واسطے بھیجتا رہا کروں گا

(مفتی محمد صادق قادیان)

ہفت دلائل

ہم خلافت کے ساتھ وابستہ کیوں ہیں؟

(از حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب)

(۱) اس واسطے کہ منشاء الٰہی یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کا قائم کردہ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد آپ کے خلفاء کی زیر ہدایت چلایا جائے۔ اگر یہ منشاء خدا کا نہ ہوتا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال پر تمام جماعت معہ ان اصحاب کے جو اب لاہوری کہلانا پسند کرتے ہیں۔ بالاتفاق حضرت نورالدین رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مان کر ان کے ہاتھ پر بیعت نہ کرتی۔ اور اس طرح خلافت کا سلسلہ شروع سے قائم ہی نہ ہوتا۔

(۲) اس واسطے کہ حضرت نورالدین رضی اللہ عنہ نے اپنے چند سالہ عہد خلافت میں خطبوں۔ درسوں اور وعظوں میں صدہا بار فرمایا۔ کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ مجھے بھی خدا نے خلیفہ بنایا۔ اور میرے بعد بھی خدا ہی خلیفہ بنائے گا۔ اس وقت کبھی کسی لاہوری کہلانے والے دوست نے کچھ اعتراض نہ کیا۔

(۳) اس واسطے کہ حضرت نورالدین رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے چند روز قبل ۲ مارچ ۱۹۱۴ء کو یہ وصیت فرمائی۔ کہ میرا جانشین متقی ہو۔ ہردلعزیز۔ عالم باعمل حضرت صاحب کے پرانے اور نئے احباب سے سلوک۔ چشم پوشی۔ درگذر کو کام میں لاوے۔ میں سب کا خیر خواہ تھا۔ وہ بھی خیر خواہ رہے۔ قرآن و حدیث کا درس جاری رہے۔ اور مولوی محمد علی صاحب کو فرمایا۔ کہ یہ وصیت بلند آواز سے پڑھ کر سب کو سنائیں۔ یہ اسواسطے ہوا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ہم خیال خلافت کا انکار نہ کریں۔

(۴) اس واسطے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو پیشگوئیاں سبز اشتہار میں اور اپنی دیگر تحریروں میں پسر موعود کے متعلق کی ہیں۔ وہ سب حضرت خلیفہ ثانی میرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے وجود باجود میں پوری ہو کر صداقت مسیح موعود اور صداقت پسر موعود کے واسطے بین دلائل بن رہی ہیں۔ ایسے کھلے نشانات کا انکار کوئی صاحب دل عقلمند نہیں کرسکتا۔

(۵) اس واسطے کہ ہمارا ایمان اور یقین کامل ہے۔ کہ حضرت خلیفہ ثانی میرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا خلیفہ بننا منشاء الٰہی کے ماتحت ہوا ہے۔ اور اس پر ہم ان لوگوں کے ساتھ جو خلیفہ وقت کے منکر ہیں۔ مباہلہ تک کرنے کے واسطے انشراح صدر کے ساتھ حاضر ہیں۔

(۶) سلسلہ احمدیہ کے ایک زندہ مذہب ہونے کی دلیل یہ بھی ہے۔ کہ اس میں ایک ایسا بابرکت وجود موجود ہے۔ جس پر قرآن شریف کے حقائق و معارف کھلتے ہیں۔ جس کی دعائیں اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے۔ جس کے قدموں میں اپنی جانیں قربان کرنے کے واسطے ہزارہا دلوں کو اللہ تعالیٰ نے خلوص و محبت سے بھر دیا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ اپنے مکالمہ و الہام سے مشرف کرتا ہے۔ جس کی حسن تدابیر اور انتظامی طاقت کے ہمارے دشمن بھی قائل ہو رہے ہیں۔ جس کو اللہ تعالیٰ اپنے تمام مقاصد میں کامیاب اور فتحیاب کر رہا ہے۔ پھر ایسے امام اور اس کے ماتحت ایسے نظام سے الگ ہونا کس قدر بدبختی اور بدنصیبی ہے۔

(۷) اس واسطے کہ دنیا میں کسی سلسلہ اور کسی جماعت کا شیرازہ ایک واجب الاطاعت امیر کی پیروی کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا۔ اور اس سے بڑھ کر واجب الاطاعت کون ہو سکتا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قائم کردہ جماعت کی راہنمائی کے واسطے چن لیا ہو۔ پس مبارک ہیں وہ جو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے جھنڈے کے نیچے خدمت اسلام میں مصروف ہو کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر رہے ہیں۔

آپ کا قومی فرض ہے

کہ اخبار فاروق حسب ارشاد و پروگرام حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ شائع ہو رہا ہے۔ اسکا چندہ پانچ روپیہ جو مقرر تھا۔ اسکو حضور کے منشاء کے ماتحت نصف یعنی دو روپیہ آٹھ آنہ سالانہ کر دیا ہے۔ تاکہ اسکی خریداری جماعت میں کثرت کے ساتھ ہو۔ اسلیے آپ خود خریدار بنیں اور دوسرے دوستوں کو خریدار بنا کر حضور کی خوشنودی حاصل کریں۔ (منیجر فاروق)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امریکہ کے پریذیڈنٹ کی ایک ولولہ انگیز تقریر

ہٹلر مسولینی وغیرہ کو تنبیہ

مسٹر روزویلٹ نے امریکن کانگرس کے سالانہ اجلاس میں ایک آتش افروز تقریر کر کے جرمنی اور اٹلی میں ہیجان پیدا کر دیا ہے۔ پریذیڈنٹ روزویلٹ کی تقریر پر برطانی اور فرانسیسی اخبار خوب بغلیں بجا رہے ہیں۔ کیونکہ تقریر مذکور میں ان کے اندرونی جذبات کی ترجمانی کی گئی ہے ہم دنیائے اسلام کی آگاہی کے لئے مسٹر موصوف کی تقریر کو ذیل میں درج کئے دیتے ہیں۔

عنقریب ہر ہٹلر کی طرف سے مسٹر روزویلٹ کی تقریر کا مسکت جواب براڈکاسٹ ہونے والا ہے۔

مسٹر روزویلٹ کی تقریر

مسٹر روزویلٹ نے دوران تقریر میں کہا۔ کہ سمندر پار سے خطرہ کے آثار نمودار ہو رہے ہیں۔ کیونکہ کچھ عرصہ سے ایک عالمگیر جنگ شروع ہونے کا اندیشہ پیدا ہو گیا تھا۔ اگرچہ یہ خطرہ کسی نہ کسی طرح اس وقت ٹل گیا۔ لیکن ابھی تک عالم اس سے محفوظ نہیں ہے۔ یورپ اور ایشیا میں اعلان جنگ کے بغیر ہی فوجی اور اقتصادی جنگیں لڑی جا رہی ہیں۔ ساتھ ہی ہولناک اسلحہ سازی زور شور سے جاری ہے۔ جارحانہ اقدامات اور خونریزی دنیا کو بے چین کئے ہوئے ہے۔ اگرچہ یہ طوفان یورپ اور ایشیا سے اٹھے ہیں۔ لیکن یہ طوفان تین ضروری عناصر یعنی مذہب جمہوریت اور بین الاقوامی امن اور خیر اندیشی کے حق میں شدید خطرہ کا موجب ہیں۔ تہذیب حاضرہ مغربی شائستگی کے لئے یہ تینوں باتیں ضروری بلکہ لازم وملزوم ہیں۔ آزادی مذہب پر ایسے مرکز یا منبع سے حملہ ہوگا۔ جہاں جمہوریت کی مخالفت کی جاتی ہے۔ لیکن جہاں جمہوریت کا تختہ الٹ دیا جائے گا۔ وہاں مذہبی آزادی مفقود ہو جائے گی۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جہاں مذہب اور جمہوریت کا خاتمہ ہو جائے۔ وہاں بین الاقوامی خیر اندیشی اور امن کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ اور اس کی جگہ انتہائی خود غرضی اور وحشت اور بربریت برسر اقتدار ہو جائے گی۔ کیونکہ جہاں سے مذہب۔ جمہوریت اور خیر سگالی رخصت ہو جائیں۔ وہاں سے امن بھی رخصت ہو جاتا ہے۔

امریکہ کا عزم صمیم

امریکہ ایسے نظام کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ ایسے نازک وقت میں انسانوں کو اپنے جان ومال کی حفاظت کے علاوہ انسانیت کے اصول اور آدمیت کی روایات کا تحفظ بھی کرنا پڑتا ہے۔ جن پر دنیا کے مذاہب اور حکومتیں قائم ہیں۔ اگر طاقت اور قوت کے نئے فلسفہ اور جدید خیالات نے دیگر براعظموں کو لپیٹ لیا۔ اور پھر ہماری جانب رخ کیا۔ تو اس صورت میں ہمارا حشر بھی وہی ہوگا۔ جو دیگر ممالک کا ہو رہا ہے۔ لیکن مغربی دنیا میں ایسی قوتیں موجود ہیں۔ جو قیام امن کے لئے مشترکہ طور پر سرگرم کار ہیں۔ ہم ایسے طوفان کا ہر وقت مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ خواہ وہ کہیں سے اٹھے۔ کیونکہ امریکہ کی جمہوری حکومتیں دیگر اقوام عالم سے اپنے تعلقات منقطع کر کے نہیں بیٹھی۔ نہ وہ باقیماندہ اقوام عالم کی مخالف ہیں۔

امریکہ کی روایتی پیش کش

ہم اپنی تاریخی روایات پر قائم ہیں۔ یعنی جارحانہ اقدامات اور جنگی تیاریوں اور اسلحہ سازی کا خاتمہ ہونا چاہیئے۔ تجارتی تعلقات کی تجدید کے لئے دیگر اقوام سے مشورہ کیا جائے۔ لیکن دنیا میں اسلحہ بندی اور اسلحہ سازی کا سلسلہ اس زور شور سے جاری ہے۔ کہ کوئی قوم اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھ سکتی۔ خدا ترس جمہوری حکومتیں جو خدا کی تقدیس اور بین الاقوامی خیر اندیشی پر اعتماد اور عقیدہ رکھتی ہیں۔ معاہدات کی خلاف ورزی اور عہد شکنی کو گوارا نہیں کر سکتیں۔ کیونکہ بنی نوع انسان کا اعتماد حاصل کرنے کے لئے صرف جنگ ہی ایک ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ آج اس امر کی ضرورت ہے۔ کہ عالمگیر مصائب کا متحدہ مقابلہ کیا جائے۔ اگر کوئی طرز حکومت متحد ہو کر جمہوریت پر حملہ آور ہو۔ تو متحدہ جمہوریتیں بھی اس کا مقابلہ کر سکتی ہیں۔ ہم جمہوریت کی کامیابی کے لئے تیزی سے متحد ہو رہے ہیں۔ جب کبھی ہمیں مقابلہ کی ضرورت پیش آئے گی۔ ہم پوری طاقت سے ایسا کریں گے۔ اور اپنے بیکار آدمیوں اور بیکار سرمایہ کو ڈکٹیٹروں کے مقابلہ استعمال کریں گے۔ اور ساتھ ہی تہذیب کے دائرہ کے اندر رہنے کی کوشش کریں گے۔ (ماخوذ)

مغضوب قوم پر ایک نئی آفت

یہود قوم اپنے تمول کے باوجود دنیا میں ذلیل ترین قوم سمجھی جاتی ہے۔ جرمن۔ اٹلی۔ پولینڈ اور روس وغیرہ سے وہ اپنی سود خوری۔ شراب نوشی۔ عیاشی اور بدمعاشی کی وجہ سے دھڑا دھڑ نکالی جا رہی ہے۔ حکومت جرمنی نے پچھلے دنوں باقیماندہ یہودیوں پر ۲ ارب مارکس جرمانہ کیا تھا۔ جو ان کی جائیدادوں سے وصول کیا جا رہا ہے۔ اس کے بعد ڈینزگ سے یہودیوں کو خارج کرنے کے لئے حکومت جرمنی نے جو نئی تجاویز سوچی ہیں۔ ان کے مطابق یہودیوں کو علاقہ مذکور سے تین ماہ کے اندر اندر نکال دیا جائے گا۔

چنانچہ ڈینزگ میں ان تجاویز کا اعلان بھی کر دیا گیا ہے۔ ڈینزگ یورپ بلکہ دنیا بھر کی تجارتی منڈی ہے۔ وہ سمور۔ سنجاب۔ پوستینوں کی تجارت کا مرکز ہے۔ مجوزہ تدابیر کے ماتحت یہودیوں کی تمام جائیداد اور املاک ضبط ہو جائینگے انہیں یکم اپریل ۱۹۳۹ء تک حکماً وہاں سے نکال دیا جائیگا۔ ان کے مکانات اور جائیدادوں پر نازیوں کا قبضہ ہو جائے گا۔ یہودیوں کو صرف ½ پونڈ فی کس پھر اپنے ساتھ لے کر نکل جانے کی اجازت ہوگی۔ اگر یکم اپریل کے بعد کوئی یہودی وہاں باقی رہ جائے گا۔ تو حکومت انہیں جہازوں پر سوار کر کے بحیرہ بالٹک میں چھوڑ دے گی۔ اور حکم دے گی۔ کہ جہاں تمہارے سینگ سمائیں۔ وہاں چلے جاؤ۔ الغرض ایک یہودی کو بھی ڈینزگ میں رہنے نہیں دیا جائیگا۔ بلکہ اس سرزمین کو یہودیوں سے پاک کر دیا جائیگا۔

اس وقت ڈینزگ میں ۶ ہزار یہودی آباد ہیں جن میں سے ۴ ہزار خاص وہاں کے باشندے اور دو ہزار پولینڈ کے یہودی ہیں۔

یہود ہمیشہ خدائی احکام کی نافرمانی کرتے رہے انہوں نے انبیاء علیہم السلام کو قتل اور شہید کیا۔ آج ہٹلر قہر خدا کی صورت میں ان پر مسلط ہے۔

علمی معلومات والی کتابیں

جرمنی میں آج تک کوئی ایسا شخص نہیں۔ کہ جو خواندہ نہ ہو۔ اسکی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ وہاں لازمی تعلیم ہے۔ اور جرمنی میں علمی مذاق دن بدن ترقی کر رہا ہے۔ اور خاص طور پر اس وقت جرمنی میں اس مذاق کی یہ کیفیت ہے۔ کہ دن بدن ایسی کتابیں شائع ہو رہی ہیں۔ جن کا تعلق مشرق سے ہے۔ حال ہی میں جو ایک کتاب ہمالیہ کے متعلق شائع ہوئی ہے۔ وہ ان تین جرمنیوں کے تذکرہ اور افسانہ پر مبنی ہے۔ جو ہمالیہ کی مہم پر کسی زمانہ میں جرمنی سے روانہ ہو کر ہندوستان میں وارد ہوئے۔ اس کتاب میں ہمالیہ کی بہترین تصاویر ہیں۔ جن کی تعداد ساٹھ سے زیادہ ہے۔ تاج محل کا بہترین فوٹو اس کتاب میں موجود ہے۔ دو حضرات نے یہ کتاب تحریر کی ہے۔ اور اس میں اپنے تجربے بیان کئے ہیں۔ جو ان کو ہمالیہ مہم کے درمیان پیش آئے ہیں۔ کاش کہ ہندوستان میں بھی لازمی اور مفت تعلیم ہو جائے۔ اور پبلک میں اخبارات اور کتابوں کا مذاق پیدا ہو جائے۔

فلسطین کی گول میز کانفرنس

لندن میں فلسطین کی گول میز کانفرنس غالباً جنوری کے اخیر میں منعقد ہوگی۔ برطانی حکومت نے ۵ فلسطینی رہنماؤں کو قید بند سے رہا کر دیا ہے۔ تاکہ ان میں سے موزون ترین حضرات کو کانفرنس مذکور میں شامل کیا جائے۔

فلسطین کانفرنس مصر نے جو وفد قاہرہ سے انگلستان بھیجا ہے۔ اس کے نام مجاہدین فلسطین کے قائد اعظم سید عبدالرزاق نے حسب ذیل یادداشت بھیجی ہے جس میں ارکان وفد کو خراج تحسین ادا کرنے کے بعد ہدایت کی ہے۔ کہ وہ عربوں کی طرف سے پوری اور صحیح نمائندگی کریں۔ نیز حسب ذیل نکات پر خاص طور سے خیال رکھیں۔

(۱) مفتی اعظم کی شرکت کے بغیر کوئی قدم نہ اٹھایا جائے۔

(۲) اعلان بالفور کے ماتحت برطانیہ کے ساتھ کوئی گفت وشنید نہ کی جائے۔

(۳) برطانیہ عربوں کے جن نمائندوں کو بلانا چاہے ان کے انتخاب کا حق صرف ارکان وفد مذکور اور مجاہدین کو دیا جائے۔ ورنہ نمائندگی بے سود ہوگی۔

(۴) کسی یہودی کو کانفرنس میں شریک نہ کیا جائے کیونکہ انہیں اول تو فلسطین میں کوئی حق حاصل نہیں ہے

ثانیاً ہمارا اختلاف ان سے نہیں۔ بلکہ برطانی حکومت سے ہے۔

ہم اب تک ظلم و جور کا دور بند کرنے کے لئے ہزاروں مجاہدین قربان کر چکے ہیں۔ اور حکومت کے ساتھ مصروف پیکار ہیں۔ پس ہم مجاہدین پر جو مظالم روا رکھے گئے۔ ہمیں ان کی کوئی شکایت نہیں۔ کیونکہ ہم میدان جنگ میں سر سے کفن باندھے کھڑے ہیں۔ لیکن جو لوگ جنگ میں شامل نہیں ہوئے۔ یعنی غیر مصافی آبادی اور خاص کر عورتوں بچوں اور بوڑھوں پر جو مظالم ڈھائے گئے ہیں۔ وہ سخت ظالمانہ بے حد شرمناک اور قابل نفرین ہیں۔ ارکان وفد کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ان مظالم کو انگلستان میں واضح طور پر ظاہر کر دیں اور کہدیں کہ ایسے انسانیت سوز مظالم کو تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔

ہر احمدی اپنے عمل سے ثابت کر دے کہ جب امتحان کا وقت آیا تو اس نے اسلام اور احمدیت کیلئے وہ قربانی کی جسکا اسلام اور احمدیت اس سے مطالبہ کرتے تھے

مخلصین جماعت کے قابل تعریف اضافے

سیدنا امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

”میں چاہتا ہوں۔ کہ تم میں سے ہر شخص اپنے عمل سے ثابت کر دے۔ کہ جب امتحان کا وقت آیا۔ تو تم نے اسلام اور احمدیت کے لئے وہ قربانی کی۔ جس قربانی کا تم سے اسلام مطالبہ کرتا تھا۔ اور تم اپنے ایمان اور اپنے عمل اور اپنی قربانیوں کے لحاظ سے گذشتہ جماعتوں سے پیچھے نہیں رہے۔ بلکہ ان سے آگے بڑھے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ ہماری جماعت کے دوستوں کے دلوں کو کھولے۔ تا وہ اس پانچ ہزار سپاہیوں کے لشکر میں شمولیت کا فخر حاصل کر سکیں۔ جس کی خبر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ایک کشف میں دے چکے ہیں“

ہر احمدی کو یہ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک پیشگوئی کے پورا کرنے میں شامل ہونے کا ابھی وقت ہے۔ دس فروری ۱۹۳۹ء آخری میعاد ہے۔ اور جس خط پر مقامی ڈاکخانہ کی مہر گیارہ فروری ہوگی۔ وہ بھی وقت کے اندر سمجھا جاوے گا۔ اس کے بعد کوئی وعدہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ قبول نہیں فرمائیں گے۔ احباب کرام کو یہ بھی یاد رہنا چاہیئے کہ ۳۰ دسمبر کے خطبہ جمعہ میں حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے السابقون الاولون میں شامل ہونے والوں کے لئے جو آسانیاں پیدا کر دی ہیں۔ ان سے بھی فائدہ اٹھانے کا یہی نادر موقعہ ہے۔ یہ خطبہ اس اخبار میں دیا جا رہا ہے۔ جن جماعتوں اور افراد نے اب تک اپنے وعدوں کی فہرست حضور کے پیش نہیں کی ہے۔ انہیں فوری توجہ کر کے فہرست حضور کی خدمت مبارک میں اضافہ کے ساتھ پیش کرنی چاہیئے۔ اور جو جماعتیں فہرست بھیج چکی ہیں۔ وہ اب اضافہ کی فہرست حضور کی خدمت میں ارسال کر دیں۔ ذیل میں ایک فہرست اضافہ کرنے والی جماعتوں اور افراد کی دی جا رہی ہے۔

سال چہارم سے سال پنجم کے وعدوں میں اضافہ کرنیوالے احباب

(۱) سلیمہ بیگم صاحبہ بنت سیٹھ محمد غوث صاحب حیدر آباد دکن۔ سیدنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے جب سے تحریک جدید کی مالی قربانیوں کا مخلصین جماعت سے فرمایا ہے۔ اس وقت سے سیٹھ صاحب موصوف کا سارا خاندان بفضل خدا مالی قربانیوں میں نمایاں حصہ لے رہا ہے۔ چنانچہ سال پنجم کے لئے سیٹھ صاحب کے خاندان کا وعدہ قریب ڈیڑھ ہزار کے ہے۔ سلیمہ بیگم صاحبہ سال چہارم پر ۱۵ روپیہ کا اضافہ کر کے -/-/۲۰۵ روپے کا وعدہ دیتی ہوئی حضور کی خدمت میں لکھتی ہیں۔ حضور ایدہ اللہ کا سال پنجم کی قربانیوں کا خطبہ مبارک مومنوں کے لئے ازدیادِ ایمان کا باعث ہوا۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ اس حقیر رقم کو ”سال پنجم“ کے لئے پیش کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ دل میں خواہش تو یہ ہے۔ کہ سب سے بڑھ کر دوں۔ مگر مجبور ہوں۔ خدا شاہد ہے۔ جب سے تحریک ہوئی۔ عاجزہ نے اپنے لئے کپڑوں کا کوئی جوڑا نہیں بنوایا۔ اب تو کپڑے بالکل پھٹ گئے۔ گذشتہ ہفتہ کپڑے بنوانے کا خیال کر رہی تھی۔ اور ایک سو روپیہ کپڑوں کے لئے رکھا تھا۔ اتنے میں حضور کا خطبہ ملا۔ میں نے اپنا ارادہ فوراً بدل لیا وہ سو روپیہ تو اسی وقت تحریک جدید سال پنجم میں دے رہی ہوں۔ سارا سال انہی پھٹے پرانے کپڑوں میں گذارہ کرونگی۔ حضور کی خدمت میں اپنے لئے اپنے بال بچوں۔ بھائی بہنوں اور والدین کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(۲) جماعت راولپنڈی۔ -/-/۷۵۸ روپے۔ تحریک جدید کے سکرٹری مال چودھری فتح محمد صاحب بٹالوی اور ان کے امیر جماعت چودھری عبد الرحمٰن صاحب تحریک جدید کے کامیاب کرنے میں خاص کوشش کرتے ہوئے ثواب حاصل کرنے والوں میں سے ہیں۔ سکرٹری صاحب کو معلوم ہوگیا۔ کہ لجنہ اماء اللہ راولپنڈی کا اجلاس ہے۔ آپ نے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ۱۸ نومبر کا خطبہ جو سال پنجم کی مالی قربانیوں کے لئے ہے۔ سنا کر تحریک کی۔ کہ خواتین بھی اس مبارک تحریک میں حصہ لے کر ثواب حاصل کریں۔ چنانچہ دورانِ تقریر میں ہی اہلیہ صاحبہ بابو محمد عمر صاحب کیمل پوری نے اپنی طلائی انگوٹھی پیش کر دی۔ اور سنانے کے بعد وعدے لینے شروع کئے۔ چنانچہ -/-/۹۷ کے وعدے ہوئے۔ اسی طرح وعدہ جماعت کا -/-/۷۵۸ روپے ہیں۔ جو گذشتہ سال کے مقابلہ میں ۳۳ فی صدی اضافہ سے ہے۔ مگر ابھی بعض احباب رخصت پر ہونے اور ڈیوٹی پر باہر جانے کے باعث فہرست سے رہ گئے۔ ان کی فہرست پھر ارسال ہوگی۔

(۳) جماعت سکندر آباد دکن۔ -/-/۲۰۰ روپے اس وعدہ میں جماعت سکندر آباد کے ہر ایک دوست نے سال چہارم پر اضافہ کیا ہے۔ جو ۱۶ فی صدی کی نسبت سے ہے۔ نیز حضرت سیٹھ صاحب نے لکھا ہے۔ کہ یہ رقم بفضل خدا آٹھ دس مہینوں میں ہی ادا کر دی جاویگی۔

(۴) جماعت بمبئی۔ ملک بشیر علی۔ سید ارتضیٰ علی صاحب لکھنوی۔ قاضی محمد رفیق صاحب امرتسری چودھری محمد سعید صاحب اور ڈاکٹر عطر الدین صاحب نے سال چہارم پر دس فی صدی کا اضافہ کیا ہے۔ دوسری خصوصیت یہ ہے۔ کہ اس جماعت کے اکثر احباب نے اپنے وعدوں کی ادائیگی کا وقت پہلی سہ ماہی لکھا ہے۔

(۵) سکرٹری تحریک جدید چودھری بشیر احمد صاحب چغتائی جمشید پور کی فہرست -/-/۶۷ روپے کی حضور کے پیش کرتے ہوئے پہلے اپنا وعدہ دس فی صدی کمی کے ساتھ -/-/۹۵ کا دیکر لکھتے ہیں۔ میں نے دس فی صدی کے ساتھ پہلے اپنا وعدہ کیا تھا۔ مگر میرا دل مطمئن نہ تھا۔ حضور کا خطبہ عید پڑھا۔ تو دل پگھل گیا۔ -/-/۹۵ کو کاٹ کر -/-/۱۵۰ روپے کر دیا۔ اور دل میں شدید خواہش ہے۔ کہ حضور نے ڈیڑھ سو ماہوار پانے والوں کے لئے جو آسودہ حال کی تعریف فرمائی ہے۔ اس کے مطابق تین سو روپیہ کرنا چاہیئے۔ جو کم سے کم نیچے کی حد ہے۔ اوپر کی نہیں۔ پورا کروں۔ اور یہ اس کا نصف ہے۔ اور موجودہ حالات میں اس کا پورا کرنا اللہ تعالےٰ کے فضل پر ہے۔ ہاں ایک تسلی ضرور ہے۔ کہ حضور کی دعاؤں کے طفیل امانت تحریک جائیداد میں کچھ پس انداز ہو

(بقیہ مضمون اسی صفحہ کے کالم اول پر ہے)

(بقیہ کالم ۔۔۔)

ہو کر سکا ہوں۔ اگر کوئی اور صورت نہ ہوئی۔ تو اس میں سے ہی پیش حضور کروں گا۔ انشاء اللہ میں نے اپنے وعدے کے بڑھانے کا ذکر سید حسام الدین صاحب سے کیا۔ تو انہوں نے بجائے -/۱۸ کے -/۲۵ میری بیوی نے بجائے -/۱۰ کے -/۱۱ روپے۔ ماسٹر فیروز الدین صاحب پال نے بجائے -/-/۱۵ کے -/-/۲۰ کر دیئے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

(۶) مرزا عزیز احمد صاحب ای۔ اے۔ سی لاہور -/۳۹۷ آپ کا یہ وعدہ سال چہارم پر اٹھائیس فی صدی کے ساتھ ہے۔

(۷) بابو محمد امین صاحب ریلوے ریٹائرڈ -/۱۳۰ آپ نے باوجود ملازمت سے ریٹائر ہونے کے اپنی ایک ماہ کی پوری آمدنی جو ملازمت کی ہے۔ سال پنجم میں دینے کا وعدہ کیا ہے۔

(۸) ماسٹر محمد عبد اللہ صاحب لاہور۔ -/-/۱۵۰ سال چہارم پر دس فی صدی اضافہ ہے۔

(۹) صوبہ دار شیر محمد خاں صاحب سیالکوٹ -/-/۷۰ روپے سال چہارم پر سترہ فی صدی اضافہ ہے۔

یاد رکھو۔ جو احباب تحریک جدید کی قربانیوں میں مالی مشکلات کی پروا نہ کرتے ہوئے شرح صدر سے حصہ لیں گے۔ اور اپنے مقدس امام کے ارشاد پر اشاعت اسلام اور اشاعت احمدیت کے لئے اپنے مال بڑھ چڑھ کر قربان کریں گے۔ وہی اس بات کے مستحق ہوں گے۔ کہ ان کو اللہ تعالےٰ کے حضور بدری صحابہ رضؓ کا مقام حاصل ہو۔ پس اس موقعہ کو سستی اور غفلت میں نہ گزارو۔ بلکہ اپنے مال قربان کر کے اس جہادِ کبیر میں حصہ لو۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پانچہزار فوج میں شامل ہو جاؤ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"فاروق" کے متعلق حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا تازہ ارشاد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۲۷ دسمبر ۱۹۳۸ء کو جلسہ سالانہ پر جو تقریر اخبارات کے متعلق حضور نے فرمائی۔ اس میں "فاروق" کے بارے میں فرمایا۔ کہ "اخبار فاروق" اب ایک نئے نظام کے ماتحت شائع ہونا شروع ہوا ہے۔ اور یہ انتظام کیا گیا ہے۔ کہ اس میں باقاعدہ میرا خطبہ جمعہ شائع ہوا کرے۔ تاکہ وہ دوست جو "الفضل" خریدنے کی طاقت نہیں رکھتے وہ فاروق خرید کر سلسلہ کی تمام اہم خبروں اور خطبات وغیرہ سے آگاہ ہوتے رہیں۔ پہلے اسکی قیمت پانچ روپیہ سالانہ تھی۔ اب ڈھائی روپیہ کردی گئی ہے۔ یہ کوئی زیادہ قیمت نہیں۔ ایک آنہ سے بھی کم میں دوستوں کو ہر ہفتے علاوہ دیگر مضامین اور خبروں کے میرا خطبہ جمعہ بھی جس کا پڑھنا جماعت کے ہر فرد کے لئے ضروری ہے۔ "فاروق" کے ذریعہ مل جائے گا۔ پس وہ دوست جو اخبار "الفضل" کے خریدنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ وہ "فاروق" خریدیں "فاروق" چونکہ تحریک جدید کے بہت سے کاموں کے ساتھ تعاون کر رہا ہے۔ اسلئے میں سوچ رہا ہوں۔ کہ اس کے اندر بعض اور ایسی باتیں پیدا کی جائیں۔ جو تحریک جدید کے لئے مفید ہوں۔ اور یہ کثرت کے ساتھ ہماری جماعت میں پھیل کر تحریک جدید کے اغراض اور مقاصد کی اشاعت کر سکے۔

میں انشاء اللہ تعالےٰ اس بارے میں اپنی کوششوں کو جاری رکھوں گا۔ پس دوستوں کو اخبار "فاروق" کی خریداری کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اور کوشش کرنی چاہیئے کہ یہ اخبار جماعت میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں پھیل جائے۔

(۲۷ دسمبر ۱۹۳۸ء کی تقریر کا خلاصہ)

حضور کے اس منشاء کو پورا کرنے کے لئے میں اپنی طاقت اور مقدار کے مطابق پوری کوشش کروں گا۔ میں نے اس وقت حسب ارشاد حضور پانچ روپیہ کی بجائے ڈھائی روپیہ اس کا سالانہ چندہ مقرر کر دیا ہے۔ اور خدا سے توفیق مانگتا ہوں۔ کہ مجھے حضور کے منشاء کی پورے طور پر تعمیل کرنے کی طاقت اور سامان بخشے۔ آمین

ہر احمدی کا قومی اور مذہبی فرض

اب آپ کا کام یہ ہے۔ کہ "فاروق" کی توسیع اشاعت کے لئے سرگرم عمل ہو کر خریدار پیدا کریں۔ تاکہ حسب خواہش حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ "فاروق" جماعت میں کثرت کے ساتھ پھیل جائے۔ اور کوئی خواندہ احمدی جو "الفضل" نہ خرید سکے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ وہ فاروق کا خریدار نہ بن جائے۔ اسی غرض سے میں یہ پرچہ ایسے بہت سے احباب کے نام جو بیرونی انجمنوں اور تحریک جدید کے سکرٹری ہیں۔ اور ان کے نام جو پہلے فاروق کے خریدار تھے۔ مگر اب نہیں۔ بھیج رہا ہوں۔ کہ وہ خود بھی "فاروق" کے خریدار بنیں۔ اور دیگر تمام لکھے پڑھے احمدی دوستوں کو خریدار بنا کر حضور کے منشا کو پورا کرنے اور ارشاد کی تعمیل کا ثواب لینے اور اپنے پیارے امام کی خوشنودی حاصل کرنے میں سبقت کریں۔

میں انشاء اللہ ایسے سب دوستوں کے اسماء گرامی جو حضور کی اس تحریک کو کامیاب بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گے حضور کی خدمت میں دعا کے لئے پیش کروں گا۔ اور اخبار میں شکریہ کے ساتھ ان کا اعلان کرتا رہوں گا۔

بعض دوست ایسے ہیں۔ جو دوسروں سے اخبار لے کر پڑھ لیتے ہیں۔ اور خود اخبار نہیں خریدتے۔ ایسے دوستوں کو حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ مفت خورے اور اخلاقی مجرم قرار دیتے ہیں۔ چونکہ "فاروق" کا چندہ اب نہایت ہی کم صرف ڈھائی روپیہ سالانہ ہو گیا ہے۔ اسلئے احباب کو چاہیئے۔ کہ وہ خود اپنا اخبار خریدیں۔ اور دوسرے کا اخبار لے کر نہ پڑھیں۔ تاکہ وہ مفت خورے بھی نہ کہلائیں اور اخلاقی مجرم بھی نہ بنیں۔ بلکہ اخبار کی اشاعت بڑھا کر قومی فرض ادا کریں۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ جن ایسے دوستوں کو جو اس وقت "فاروق" کے خریدار نہیں ہیں یہ پرچہ پہنچے۔ یا ان کی نظر سے گذرے۔ یا حضور کی تحریک اور ارشاد متعلق "فاروق" کا علم ہو جائے۔ تو وہ فوراً ہی سبقت کر کے فاروق کے خریدار بن جائیں گے۔ اور سالانہ چندہ مبلغ ڈھائی روپیہ یا ششماہی چندہ ایک روپیہ آٹھ آنے بذریعہ منی آرڈر یا بوساطت محاسب بیت المال ارسال کر دیں گے۔ یا ایک ماہ تک ادا کرنے کا وعدہ کریں گے۔ مگر درخواست خریداری آج ہی دفتر فاروق میں بھیجدیں۔ تاکہ شروع سال سے ہی ان کے نام فاروق جاری کر دیا جائے۔ جس سے ان کا فائل مکمل رہے۔ اور حضور کے خطبات ان کے گھر میں محفوظ رہیں۔ جو ان کی آئندہ نسلوں کے کام آئیں۔ چونکہ ان کو ایسی بے بہا نعمت جو آج ڈھائی روپیہ میں مل سکتی ہے۔ ہزاروں روپیہ خرچ کرنے سے بھی یہ خطبے اور مرکز کے حالات اور تحریک جدید کی ترقیات کا علم نہ ہو سکے گا۔ اللہ تعالےٰ آپ کے دلوں میں خود اس تحریک کی قبولیت کا القاء کرے۔ اور آپ کا قدم آگے بڑھے اور پیچھے نہ ہٹے۔ آمین۔

اگر آپ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ تو پھر آپ کو فاروق کا خریدار سمجھ کر پرچہ آپ کے نام جاری کر دیا جائے گا۔ والسلام

(ایڈیٹر)

عید الضحیٰ

جو دوست عید الضحیٰ کے تینوں دنوں یکم۔ دو۔ تین فروری کو دواخانہ میں خط لکھیں گے۔ ان کی خدمت میں مندرجہ ذیل ادویات مطابق اعلان خاص رعایت سے روانہ کی جائینگی۔ بشرطیکہ خط پر ڈاکخانہ کی مہر ۱-۲-۳ فروری کی ہو۔ تمام ضرورتمند احباب کو اس رعایت سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

طاقت کی زبردست اکسیر
امرت بوٹی رجسٹرڈ
جسم کے تمام اعضاء کو طاقتور بنانے میں نہایت مفید زود اثر دوا ہے۔ نوجوانوں کی اکثر بداعتدالیاں اسی دوا سے رفع ہوئی ہیں۔ پچاس گولی عہ؍ کی بجائے ۱۰۰ گولی معہ برقی مالش ۱۲ کی بجائے صرف عہ روپیہ میں

جام شباب
قوئی خاص پر فوری اثر کرتا ہے۔ چند دنوں کے بعد ناقابل برداشت قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ مقوی اعصاب۔ خاص مردانہ قوی پر فوری اثر کرتا ہے۔ صرف شادی شدہ دوست طلب فرمادیں شیشی کلاں عہ کی بجائے ۸ عہ۔

دماغی کمزوری کی بہترین دوا
برین ٹون
دماغی کام کرنے والے دوستوں کے لئے ایک نئی قسم کی اکسیر دوا ہے۔ اس کا اثر براہ راست دماغ پر ہوتا ہے۔ نسیان۔ دائمی نزلہ زکام کے لئے مفید ہے۔ ۵۰ گولی عہ کی بجائے عہ

صرف پژمردہ اور کمزور عورتوں کیلئے
سُندروٹی
ایسی عورتیں جو کمی خون یا کمزوری خون کی وجہ سے ہمیشہ کمزور رہتی ہوں۔ ان کو سندروٹی استعمال کرنی چاہیئے۔ ۵۰ گولی عہ کی بجائے صرف عہ

مقوی بدن۔ مولد خون۔ مادہ حیات کی اصلاح کرنیوالا
سفوف اعظم جواہر والا
مادہ حیات کی ہر قسم کی کمزوری قابل اولاد بناتا ہے۔ مردوں کی امراض مخصوصہ کے لئے خاص طور پر مفید ہے۔ ۳۰ خوراک کا مکمل بکس عہ کی بجائے عہ

چہرہ کو جلدی امراض سے محفوظ رکھتا ہے
خوشبودار **رفیق جمال** خوشبودار
تندرست مرد اور عورتیں اگر اسکو استعمال کرتے رہیں۔ تو چہرہ ہر قسم کی بیماریوں۔ کیلوں۔ داغوں چھائیوں سے محفوظ رہے گا۔ شیشی کلاں ۱۲ کی بجائے ۸ ر میں۔

طبی دنیا میں جدید قسم ایجاد کا حیرت انگیز اضافہ
حُسن نکھار
چہرہ اور جسم کے بدنما داغوں۔ چھیب۔ چھائیوں۔ کیلوں۔ مہاسوں۔ برص کے ابتدائی داغوں کو دور کرتا ہے۔ عمدہ خوشبو رکھتا ہے۔ شیشی کلاں عہ کی بجائے ۱۰ ر۔

بواسیر کی مجرب گولیاں۔ یہ نسخہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاص صحابی حضرت خلیفہ اول رضہ کے خادم سے ہمیں دستیاب ہوا۔ کثرت سے دوستوں نے ان گولیوں سے فائدہ اٹھایا ہے۔ دونوں قسم کی بواسیر کے لئے مفید ہے۔ ۶۰ گولی عہ کی بجائے عہ

پائیریا ماسخورہ کے مایوس بیمار مکمل بکس عید کی رعایت سے طلب کریں۔ بکس کلاں عہ کی بجائے ۱۲ ر

ملنے کا پتہ: منیجر احمدیہ یونان فارمیسی جالندھر کینٹ نمبر ۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا

فہرست ان بیعت کنندگان اندرون ہند کی جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے ہاتھ پر جلسہ سالانہ پر بیعت کر کے احمدیت قبول کی

نمبر شمار	نام	ضلع	نمبر شمار	نام	ضلع
۱	محمد بخش صاحب	گجرات	۱۱	محمد شریف صاحب	گورداسپور
۲	فضل احمد صاحب	؍؍	۱۲	امام دین صاحب	؍؍
۳	غلام رسول صاحب ولد الہ دین	؍؍	۱۳	میاں روشن دین صاحب	امرتسر
۴	فتح محمد صاحب	؍؍	۱۴	مبارک احمد صاحب	سرگودھا
۵	غلام رسول صاحب ولد مہرداد	؍؍	۱۵	مبارک احمد صاحب	گورداسپور
۶	فضل قادر صاحب	گورداسپور	۱۶	بوڑے خاں صاحب	امرتسر
۷	محمد ابراہیم صاحب	لائل پور	۱۷	عالم خاں صاحب	گورداسپور
۸	عبد اللہ صاحب	گجرات	۱۸	اللہ دتا صاحب	جالندھر
۹	محمد حسین صاحب	شیخوپورہ	۱۹	جھنڈے خاں صاحب	؍؍
۱۰	اللہ دتا صاحب	گوجرانوالہ	۲۰	نور محمد صاحب	جموں

(باقی دارد)

وصیتیں

۵۲۸۳ع۔ منکہ ابو الفضل محمود ولد عبد الرحمٰن مرحوم قوم راجپوت پیشہ اشاعت اسلام عمر تقریباً ۳۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۰ء ساکن یوسف پور حال قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲ ر رمضان المبارک ۱۳۵۷ھ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری کوئی جائیداد نہیں۔ میری ماہوار آمدنی تقریباً عـــہ ۲۰ روپے ہے۔ آمدن کا ۱/۱۰ حصہ انشاء اللہ ادا کرتا رہوں گا۔ جو للعــہ ۲ روپے سالانہ یعنی ۲/ روپے ماہوار چندہ وصیت ہوگا۔ میں اپنی آمدن کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے بعد جس قدر جائیداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان وارث ہوگی۔ اگر میری آمدنی بڑھ جائے۔ تو انشاء اللہ چندہ وصیت بڑھا دوں گا۔

العبد:۔ ابو الفضل محمود۔ گواہ شد:۔ مرزا محمد حسین جنرل محصل بیت المال۔ گواہ شد:۔ ڈاکٹر محمد بخش پنشنر محلہ دار الرحمت۔

۵۲۵۹ع۔ منکہ ملک عبد اللہ خاں حکیم ولد محمد علی حکیم مرحوم قوم ککے زئی پیشہ ملازمت عمر ساٹھ برس بیعت ۱۹۳۳ء ساکن ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ اکتیس اکتوبر ۱۹۳۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری جائیداد حسب ذیل ہے:۔

ایک مکان رہائشی واقع محلہ ککے زئیاں جس کا میں واحد مالک ہوں۔ جس کا رقبہ تخمیناً ۲۵×۱۸ فٹ ہے۔ جس کی قیمت تخمیناً مبلغ دو ہزار روپیہ ہے۔

اس کے علاوہ میری اور کوئی جائیداد نہیں۔ البتہ مجھے ماہوار مبلغ بائیس روپیہ گورنمنٹ سے پنشن ملتی ہے۔ لہذا اس جائیداد متذکرہ بالا اور اپنی ماہوار آمد کے دسویں حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔

نیز اس کے علاوہ اگر بوقت وفات میری اور کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔

العبد:۔ ملک عبد اللہ خاں حکیم بقلم خود موصی۔ گواہ شد:۔ ایم مبارک احمد خاں ایمن آبادی بقلم خود۔ گواہ شد:۔ محمد امین شیخ گورنمنٹ کنٹریکٹر ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ 38 × 31

شیخ محمد اسحاق صاحب مبلغ تحریک جدید بیرون ہند کا پتہ:۔

Ch: S.M. Ishaq
Ahmadi P.O. Box
no: 1668. Hong Kong

چیدہ خبریں

—— ۱۱ ر جنوری ضلع شیخوپورہ کا ایک عیسائی رئیس رات کے وقت سیکنڈ کلاس کے ایک ڈبے میں گاڑی پر بیٹھا۔ اس میں دو آدمی اور بیٹھے ہوئے تھے۔ جب گاڑی دریائے راوی کا پل عبور کر رہی تھی۔ تو ان دونوں آدمیوں نے یکایک اس پر حملہ کر دیا۔ اور اس کی جیب سے ایک سو روپیہ کے قریب نقدی نکال کر اسے چلتی گاڑی سے باہر پھینک دیا۔

—— ۱۱ ر جنوری۔ لاہور ہائیکورٹ نے پنجاب کے سینئر سب ججوں کی آراء اس سلسلے میں طلب کی ہیں۔ کہ چالیس روپیہ سے اوپر تنخواہ لینے والے دیوانی ملازموں کی تنخواہ میں تخفیف کی جائے۔ ہائی کورٹ نے کفایت شعاری کرنے کے لئے بعض اور ہدایات بھی دی ہیں۔

—— ۱۱ ر جنوری حکومت امریکہ کی قائم کردہ فوجی کمیٹی کے سامنے شہادت دیتے ہوئے برطانیہ اور فرانس کے امریکن سفیروں نے بیان کیا۔ کہ موسم بہار میں عالمگیر جنگ چھڑ جانے کا قوی امکان ہے۔

—— ضلع جہلم کے زمینداروں کا ایک وفد حال ہی میں وزیر اعظم پنجاب سے ملاقی ہوا اور انہیں ضلع جہلم میں امساک باراں اور خشک سالی کی وجہ سے فصلوں کی ابتر حالت کی طرف توجہ دلائی۔ وزیر اعظم نے نہایت ہمدردی کے ساتھ وفد کی معروضات کو سنا۔ اور مناسب انتظامات کرنے کا وعدہ کیا۔

—— مہاراجہ صاحب جام نگر نے اپنی ۶۳ ویں سالگرہ کے موقعہ پر خشک سالی کی وجہ سے ۴ لاکھ روپیہ کا مالیہ اراضی معاف کر دیا ہے۔

—— حکومت پنجاب نے خریف ۱۹۳۷ء اور ربیع ۳۸-۱۹۳۷ء میں خرابہ کے متعلق جو معافیاں دیں۔ ان کی مالیت پچیس لاکھ روپیہ ہے۔ یہ معافیاں ان معافیوں سے بالکل علیحدہ ہیں۔ جو ژالہ باری یا کسی اور وجہ کی بناء پر حکومت نے دیں۔

—— ۱۳ ر جنوری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ عنقریب پشاور میں میونسپلٹی حدود کے اندر مفت جبری ابتدائی تعلیم کو رواج دیا جائے گا۔ اور اس مقصد کے لئے حکومت سرحد نے ۲۷ ہزار روپیہ کی سالانہ گرانٹ منظور کی ہے۔

—— حیدر آباد ۹ ر جنوری۔ نظام حیدر آباد نے بنارس ہندو یونیورسٹی کے لئے ایک لاکھ روپیہ کا جو عطیہ منظور کیا ہے۔ اس سلسلہ میں معلوم ہوا ہے۔ کہ نظام کی خواہش ہے۔ کہ اس روپیہ سے یونیورسٹی میں ہندوستانی تمدن کے نام پر ایک چیئر قائم کی جائے۔ متعلقہ پروفیسر ہندو مسلم اتحاد کی تقویت اور ہندوستانی تمدن کی ترقی کے لئے کام کرے گا۔

—— حیدر آباد دکن ۱۱ ر جنوری چیف جسٹس حیدر آباد ہائیکورٹ نے شہر اور ضلع کے بہت سے وکیلوں کو جنہیں کانگرس کے ستیہ گرہ کی تحریک کے سلسلہ میں سزائیں ہوئی تھیں۔ اس مطلب کے نوٹس دینے کا حکم دیا ہے۔ کہ انقلابی سرگرمیوں میں شامل ہونے کی وجہ سے اسکی سندیں کیوں نہ ضبط کر لی جائیں۔ ۷۰ وکلاء کو اس قسم کے نوٹس دیئے گئے ہیں۔

—— ہانگ کانگ (بذریعہ ڈاک) چین کے سابق وزیر خزانہ کا بیان ہے۔ کہ اگرچہ جنگ نے چین کی مالی حالت کمزور کر دی ہے۔ تاہم چین نے تمام غیر ملکی قرضے ادا کر دیئے ہیں۔ تجارتی وسائل کو مسدود کرنے کی جو سرگرمیاں جاری کر رکھی ہیں۔ ان کا مقابلہ کرنے کے لئے چین کے مغربی علاقہ میں وسیع پیمانہ پر ریلیں بنانے اور قومی تعمیر کو تقویت دینے کا پروگرام مرتب کیا گیا ہے۔ امریکہ کی طرف سے ۱۹۳۷ء کے کرنسی معاہدہ کی توسیع کر کے چین کو مزید مالی امداد مہیا کی گئی ہے۔

—— لاہور۔ ۱۲ ر جنوری۔ پنجاب گورنمنٹ نے ۱۹۳۹ء کے دو کیلنڈر ضبط کر لئے ہیں۔ جن پر گورو نانک دیو اور گورو گوبند سنگھ جی کے فوٹو چھپے ہوئے تھے۔ مگر پیشانی پر جانی واکر اور سگریٹوں کے اشتہار تھے۔ یہ کیلنڈر بھگوان پریس سکھر میں شائع ہوئے تھے۔ ان کیلنڈروں کے خلاف سکھ ایجی ٹیشن کر رہے تھے۔

ہمیشہ یاد رکھیں۔ فاروق ہر انگریزی مہینے کی ۷۔ ۱۴۔ ۲۱۔ ۲۸ مقررہ تاریخوں پر ڈاکخانہ میں بھیجا جاتا ہے۔ اس سے قبل بروئے قواعد ڈاکخانہ وہ روانہ نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے دوست خوب نوٹ کر لیں۔

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام مولوی عطا محمد خاں مولوی فاضل پرنٹر کے چھپوا کر مسٹر قاسم علی ایڈیٹر و پبلشر نے فاروق دفتر منزل قادیان سے شائع کیا)